جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں!

سرورِ علم ہے کیفِ شراب سے بہتر ☆ کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر


نام کتاب : **مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ** (معرفتِ ذاتِ انسانی)

تصنیف لطیف : مجاہد ملت حضرت شاہ محمد ولی اللہ قادری حفظہ اللہ

تسہیل وجدید انداز بیان : پیر طریقت سید شاہ عارف القادری حفظہ اللہ

پروف ریڈنگ : الحاج مولانا محمد ہارون رشید اشرفی و مولانا خلیل الرحمٰن صاحبان قادری

اشاعت : ماہِ جنوری 2013 بمطابق صفر المظفر 1434ھ

تعداد : 1100

صفحات : 136

قیمت : Rs. 80/-



حضرت مصنف کی جملہ کتب تصوف کی معلومات کیلئے رابطہ کریں

☆ پیر طریقت سید شاہ عارف القادری حفظہ اللہ 09740357786

☆ حضرت سید شاہ ولی اللہ قادری عرف باشاہ پیراں، دھارواڑ 09845552169

☆ سید فیض ارشد قادری، ہبلی۔ 09448467215



**پیش کش:** شہزادۂ مجاہد ملت، پیر طریقت سید شاہ ولی اللہ قادری عفی عنہ

ابن سید شاہ نظام الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہِ قادریہ، قادری گلی، مالا پور، دھارواڑ، موبائل: 9845552169

***Publishe By***

**ALHUDA PUBLICATIONS**

2982, Kucha Neelkanth, Qaziwara, Daryaganj, N.D-2

**Mobile : 08010503999 / 08459026205**




# فہرستِ کتاب


| شمار نمبر | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 1 | خطبہ | 5 |
| 2 | قارئین کرام واہل ارادت سے مُخلصانہ گذارش | 6 |
| 3 | انتساب | 9 |
| 4 | تخلیق انسانی کا راز | 11 |
| 5 | ذاتِ ربِّ ذوالجلال کیا ہے؟ | 15 |
| 6 | راز اللہ الصمد کیا ہے؟ | 16 |
| 7 | شریعت مطہرہ کیا ہے؟ | 17 |
| 8 | طریقت کیا ہے؟ | 18 |
| 9 | رازِ طریقت کیا ہے؟ | 19 |
| 10 | حقیقت کیا ہے؟ | 20 |
| 11 | معرفت کیا ہے؟ | 22 |
| 12 | مقام معرفت کیا ہے؟ | 23 |
| 13 | ذاتِ عاشق کیا ہے؟ | 24 |
| 14 | راہِ دیدار کیا ہے؟ | 26 |
| 15 | نفس کیا ہے؟ | 29 |
| 16 | علم کیا ہے؟ | 30 |
| 17 | علم صالح کیا ہے؟۔ دنیا کیا ہے؟ | 33 |
| 18 | ہدایت کیا ہے؟ | 35 |
| 19 | راہِ ہدایت کیا ہے؟ | 36 |
| 20 | مراقبہ کیا ہے؟ | 37 |
| 21 | اِستغراق کیا ہے؟ | 41 |
| 22 | رازِ جنت کیا ہے؟ | 41 |

| | | |
|---|---|---|
| 23 | مرتبہ قلبِ مؤمن | 45 |
| 24 | جہنم کیا ہے؟ | 46 |
| 25 | مراقبۂ ذات کیا ہے؟ | 47 |
| 26 | قلب کیا ہے؟ | 53 |
| 27 | فقر کیا ہے؟ | 54 |
| 28 | حصولِ قلب | 54 |
| 29 | مقامِ تقویتِ قلب | 55 |
| 30 | اِسم ''ھو'' کیا ہے؟ | 58 |
| 31 | طلب کیا ہے؟ | 70 |
| 32 | وعدۂ الست کیا ہے؟ | 72 |
| 33 | ویداور دوسری دنیا یعنی آخرت کا تصور | 75 |
| 34 | اخلاق کیا ہے؟ | 84 |
| 35 | حقیقت قلب کیا ہے؟ | 85 |
| 36 | صحبت با اولیاء کیا ہے؟ | 86 |
| 37 | راہ معرفت کیا ہے؟ | 91 |
| 38 | امر کن کیا ہے؟ | 93 |
| 39 | عشق کیا ہے؟ | 94 |
| 40 | مرتبۂ عشق کیا ہے؟ | 95 |
| 41 | روح دیدارِ الٰہی کی دائماً مشتاق ہے | 110 |
| 42 | دعوائے انا الحق کیا ہے؟ | 110 |
| 43 | خودشناسی سے خداشناسی حاصل ہوتی ہے۔ | 112 |
| 44 | حقیقت دیدار کیا ہے؟ | 114 |
| 45 | شہ رگ کیا ہے؟ | 114 |
| 46 | حقیقت تصوف | 119 |
| 47 | خودشناسی | 123 |




# خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَسَيِّدِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُحَمَّدِ الَّذِىْ كَانَ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ وَالدِّيْنِ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ لصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ
وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

# قارئین کرام واہل ارادت سے مُخلصانہ گذارش

کتاب مستطاب ''**مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ** ۔معرفتِ ذاتِ انسانی'' گنجینۂ اسرار الٰہیہ کی غمّاز ہے۔آج سے پہلے یعنی اسلام کی تیرہ صدیوں سے چلے آرہے کتب ورسائل، مکتوبات وملفوظات تصوف میں علم قال یعنی علم ظاہر کو بھی عجیب عجیب اصطلاحات میں پوشیدہ رکھ کر راز کر دیا گیا ہے۔ جب کہ علم کا معنٰی ہی ''دانستن'' جاننا ہے مگر کیا جاننا؟ کیا پہچاننا؟ اس راز کو راز ہی رکھ دیا گیا کیوں؟ کچھ تو وقت کی ستم ظریفی تھی کہ راز کو فاش نہ کیا گیا اور کچھ علماء ظاہر اور سلاطین اسلام کے درباری فتوے تھے جن سے بچنے کیلئے تبلیغ راہِ باطن خانقاہوں تک ہی محدود رہ گئی۔عوام تک نہ پہنچ سکی۔پہنچتی بھی کیسے؟ کہ ان مضامین کو عام وعظوں وبیانوں کی طرح پیش بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کیونکہ علم راہِ باطن کو مکمل عمل کی طرف بغیر کسی تاویل کے رجوع کرنا ہے اور یہ راہِ انتہائی کٹھن بھی ہے۔

آج انگریز دور کی منحوس سیاست کی عیاریاں دیکھی کہ یہ نصاریٰ ظالم چاہتے ہیں کہ اہل اسلام علم روحانیت اور جذبۂ روحانیت سے مطلق محروم ہوکر صرف علم قیل وقال میں الجھ کر نفاق میں مبتلا ہوجائیں اِس لئے انگریز صوفیانِ کرام پرطرح طرح کے الزامات عائد کرکے اپنے منحوس دفعات کی



قلموں فقراءکو رسواہ وذلیل کررہے ہیں!

لہٰذا اس فقیر سید شاہ محمد ولی اللہ القادری نے بحکم خدا یہ کوشش کی کہ ان اسرار ورموز کو فاش کردوں جو تصوف کی اصطلاحات کو فاش کرنے والی پہلی تصنیف ہے۔انشاءاللہ جس کے مطالعہ کے بعد برائے نام پیر بھی صحیح معنوں میں پیر کامل کے درجہ پر فائز ہوجائیں گے۔نیز مریدان وعقیدتمندان بھی اس کتاب کو پڑھ کر حقیقی مرید بن کر راہ سلوک طے کرنے میں انشاء اللہ کامیاب ہوجائیں گے۔

''جمیع سلاسل'' کے مریدوں کو چاہیے کہ اگر کسی پیر نے اس کتاب کے مضامین کو ہم سب جانتے ہیں مگر بتانے کی اجازت نہیں تھی! کی تاویل کر کے دوکانداری کریں تو فوراًان سے پوچھنا چاہیے کہ ان رموز کو بتانے کی اجازت نہیں تھی تو مرید کیوں کیا؟ اور اگر اب بتارہے ہوتو ان مریدوں کا کیا ہوگا؟ جو ان علوم ورموز کو جانے بغیر مرچکے ان سوالات سے پیر میں موجود حق وباطل کے جذبات سے فیصلہ بخوبی ہوجائے گا۔کہ یہ پیر حق ہے یا پیر باطل چونکہ ارشادِ خداوندی ہے: لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾ (ال عمران ۳:۶۱)۔

''دروغ گوجھوٹوں پر اللہ جل شانہٗ کی لعنت ہے۔''

اس حکم کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کتاب کے مضامین کو مکمل اخلاص سے پیش کرتے ہوئے اس فقیر کے حق میں دعا گو رہیں تو سمجھ لو وہ پیر نیک بخت نیک سیرت حق بین حق شناس ہے۔حق کو قبول کرنے کے جذبے سے سرشار رہے ایسے پیر کی اتباع ''اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ'' (النساء ۴:۵۹) کے

مطابق انشاءاللہ حق و درست ثابت ہوگی۔

اللہ جل مجدہٗ اس فقیر کی اس حقیر سی کوشش کو شرفِ قبولیت واجابت عطاء فرمائے۔آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین۔

ازفقیر سید شاہ محمد ولی اللہ قادری
ابن سید شاہ محمد قادری
6ر رمضان المبارک 1915ء
مالاپور، دھارواڑ۔(کرناٹک)



# اِنتساب

بحمدہٖ تعالیٰ! میں اس روحانی عرفانی پیغامات وحقیقی تعلیمات کو باب العلم مولائے کائنات امیرالمؤمنین مولیٰ علی المرتضیٰ کرم الله وجههٗ الکریم، حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی مقبول ہر دو جہانی شہباز لامکانی، میراں محی الدین شیخ عبدالقادر الجیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اورسیدشاہ محمدشاہ قادری صاحب دھارواڑ کرناٹک کے نام منسوب کرتاھوں۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

# تخلیق انسانی کا راز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

**امّابعد**! اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝١ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝٢ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝٣ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝٥ (العلق ۹۶:۱-۵)

پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے اِنسان کو منجمد خون سے پیدا فرمایا۔ پڑھئے تیرا رب وہ ہے جس نے انسان کو وہ علوم سکھائے جو وہ پہلے نہیں جانتے تھے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝٤ (التین ۹۵:۴) ''انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا'' وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرہ ۲:۳۱) ''اور حضرت آدم کو تمام علوم سکھائے......'' سبحان اللہ! اللہ جل شانہٗ نے اعلان فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (البقرہ ۲:۳۰) ''میں زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کروں گا۔ اس عظیم الشان اعلان کے بعد وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ...... (بنی اسرائیل ۱۷:۷۰) ''اور ہم نے آدم کو اپنے کرم سے عزت بخشی۔'' وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ (الانعام ۶:۱۶۵) ''اور بعض کو بعض پر رفعت

بخشی۔‘‘ کی پرواز عطا فرمائی۔ دیگر مخلوق کی بات ہی کیا۔ پاک ترین فرشتوں سے افضل رتبہ حضرت آدم کو عطا فرما کر خود گواہ ہوگیا۔ لہٰذا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (البقرہ ۲:۲۵۳) ’’بعض کو بعض پر فضیلت بخشی۔‘‘ اے طالب صادق! اللہ رب ذوالجلال نے۔ انسان کو مخلوقات میں شریف ترین منصب عطا کر کے رفعت اور عزت عطا فرمائی ہے۔ سبحان اللہ! تمام مخلوقات میں کس قدر حسین ترین صورت سے مُزین فرمایا۔

اے حضرت انسان! کیا تو جانتا ہے تیری صورت کیسی ہے؟ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ۔ ’’اللہ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔‘‘

اے حضرت انسان! تجھے اپنی صورت پر پیدا کرنے کے بعد اللہ ذوالجلال نے تجھ سے وعدہ لیا ہے: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (الاعراف ۷:۱۷۲) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، اور تو نے اقرار کیا تھا ’’بَلٰى‘‘ کہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔

اللہ اکبر! اللہ نے تجھے خاص اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور اپنی صورت سے مزین فرمایا۔ دونوں جہاں میں تجھے اعزاز خلافت سے سرفراز فرما کر تیرے سر پہ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا کا تاج رکھا۔

تو وہی انسان ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے جس کی تخلیق کے تعلق سے فرشتوں میں فرمایا: وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (البقرہ ۲:۳۰) ’’اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا۔ مجھ کو بنانا ہے زمین پر ایک خلیفہ یعنی میرا نائب فرشتوں نے کہا: قَالُوْٓا



اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ (البقرہ ۲:۳۰) ’’کہا کہ پیدا کرے گا زمین پر اس (شخص) کو جو فساد و قتل و غارتگری کرے گا فرشتوں کی التجا سنکر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ (البقرہ ۲:۳۰) ’’جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے‘‘ اے حضرت انسان! تیرے مرتبہ کے اعزاز کو اللہ جل شانہ نے فرشتوں پر ان پاکیزہ کلمات کے ساتھ ظاہر فرمایا:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝۷۲ (الاحزاب ۳۳:۷۲)

’’ہم نے پیش کی (بار) امانت آسمانوں اور زمین اور
پہاڑوں پر کسی نے بھی اسے اٹھانا قبول نہ کیا اور اسے
یہی انسان نے اٹھایا جو بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔‘‘

سبحان اللہ! اس عظیم شاہکار دست قدرت کو صرف اور صرف اپنی معرفت اور پہچان کے لئے پیدا فرمایا۔ لہٰذا ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝۵۶ (الذّریٰت ۵۱:۵۶) ’’نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انسان کو مگر عبادت کے لئے۔‘‘ عبادت سے مراد اللہ کی پہچان حاصل کرنے کے لئے۔

اے طالبِ صادق جاننا چاہیے کہ تیری تخلیق قدرت کا ایک عظیم راز ہے۔

مخرام بدیں صفت مبادا
کز چشم بدت رسد گزندے

ترجمہ: ''اس زندگی میں اس طرح نہ رہو کہ خدارا کہیں
تمہیں نظر بد سے تکلیف پہنچے۔''

وہ عشق جو بوقت ''قالوا بلیٰ'' تھا۔ سرد نہ پڑنے پائے۔ یاد کر! اعزازات وانعامات خداوندی کو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مخلوقات میں تیرا اشرف ذلالت سے تبدیل نہ ہو جائے۔

خواہم کہ ہمیشہ در رضائے توزیم    خاکی شوم وبزیر پائے توزیم
مقصودِ من خستہ زکونین قوی    از بہرم تو میرم وبرائے توزیم

ترجمہ: ''میری تمنا یہ ہے کہ ہمیشہ راضی برضا رہوں
اور بمانند خاک تیرے قدموں میں زندگی گذاروں
دونوں جہاں میں مجھ خستہ حال کا مقصود تو ہی ہے
اور میرا مرنا اور جینا صرف تیرے لئے ہے۔''

سبحان اللہ ! اللہ جل شانہٗ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ۔ وہ پہلے جیسا تھا آج بھی ویسا ہی ہے۔ حضرت انسان میں ونفختُ من روحی (میں نے اپنی روح پھونکی) سے عناصر انسانی کو آئینہ ذاتِ انسانی عطا کر کے زمیں پر اپنا نائب وخلیفہ کا تقرر فرما کر ''کَرَّمْنَا'' کا تاجِ عظمت سے آراستہ فرمایا ''اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرَّہٗ''۔ ''انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں'' کا شرف وقربِ خاص عنایت فرمایا تا کہ انسان اللہ سے کیا ہوا وعدہ



پورا کر کے منشائے خداوندی کی تکمیل میں خود کو نیست وفنا کر سکے۔

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔
''بیشک اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر تخلیق کیا''

اللہ اکبر ! حقیقت انسانی کا مرتبہ کس قدر عظیم وشرف یافتہ ہے۔ وہ صورت منورہ کیا ہے؟ جس پر صورت آدم کی تخلیق ہوئی یہاں صورت سے مراد اللہ جل شانہٗ کی ذات وصفات کا تذکرہ ہے کہ آدم کو اپنی ذات کے نور سے ذات عطا فرمایا اور اپنے انوار وصفات سے صفات عطا فرمایا ورنہ اللہ جل شانہٗ کو صورت ونقش میں مقید کرنا یا ایسا عقیدہ رکھنا مطلق کفر ہے کیونکہ وہ ہر مخلوق کے وہم وگمان سے پاک ومبرہ ہے۔ وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ﴿۷۳﴾ (طٰہٰ ۲۰:۷۳)
''اللہ ہی کی ذات خیر وافضل اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔''

ہرکراں آفتاب ایں جاتافت
اونچہ آنجا وعدہ بود اینجا یافت

''جو بھی آفتاب یہاں روشن ہے، یہ اللہ کا وہ وعدہ ہے جو وفا ہو گیا''

حدیث قدسی: کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ۔ ''میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ خلقت میں پہچانا جاؤں پس خلقت کا اظہار فرمایا''۔

## ذاتِ رب ذوالجلال کیا ہے؟

اس موضوع پر گفتگو نہیں ہو سکتی۔ تفصیلی جائزہ محال ہے کیونکہ ارشادِ

گرامی ہے کہ ''وَلَاتفکروا فی الذّات'' ذات میں فکر نہ کرو بلکہ ''تَفَکَّرُوْا فِی الصّفَاتِ'' صفات میں فکر کرو!۔

اے عزیز! ذات حق وہ ہے جس کیلئے نہ حرف نہ آواز۔ نہ الفاظ ہے نہ تقریر۔ نہ تصویر ہے نہ تحریر۔ اے عزیز ذات حق وہ ہے جو نہ کسی کے عقل میں سما سکتی ہے اور نہ علم میں نہ قال سے اس کی شرح ممکن ہے نہ حال سے اس کا احاطہ ممکن ہے۔ وہاں تک نہ عقل کی رسائی ہوسکتی ہے نہ شعور کی۔ وہاں تک نہ علم کی پہنچ ہے نہ وہم وگمان کی۔ نہ اس کی شرح ممکن ہے نہ تفسیر وتاویل۔

## راز اللہ الصمد کیا ہے؟

کہہ دیجئے کہ '' اللہ بے نیاز ہے'' سبحان اللہ! وہ شان صمدیت والا، بزرگ وبرتر واعلیٰ ''بیشک بے نیاز ہے'' لیکن عقل انسانی اس عظیم الشان راز عمیق کو سمجھے تو کیا سمجھے؟ انسان کو پیدا کرنا، مارنا، حشر میں اٹھانا قیامت کا قائم کرنا، پل صراط سے گذارنا، جنت ودوزخ کا عطا کرنا وغیرہم۔ رموز کو علم وعقل کی ترازو میں تولیں تو انسان حسرت زدہ رہ جائے گا۔ کہ مذکورہ افعال تو شانِ بے نیازی کے منافی ہی نہیں بلکہ عجز ونیازمندی ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اللہ عزوجل کا خزانہ عجز ونیازمندی سے پاک ہے۔

اے سعید وعزیز! ذات بحث یا ذات مطلق کے متعلق نہ فکر واندیشہ کی رسائی ہے نہ علم وعقل کی پہنچ۔

کیا تو نے زمین میں بوئے جانے والے دانے کو دیکھا؟ کیا کبھی اس



حقیر سے دانے سے درس لینے کی کوشش کی؟ کہ ایک دانہ مناسب وہموار زمین میں بویا گیا اور رحمت کا پانی برسا تو دانہ کونپل کی شکل اختیار کر گیا۔ کونپل پودے میں تبدیل ہوئی۔ پودے میں پتیاں اور بالیاں لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں دانے اُگ آئے۔ اللہ اکبر! دانہ حیرت زدہ ہو کر چیخ اُٹھتا ہے۔

''میں ایک تھا جو فنا میں گیا۔ میں ایک بھی نہیں کیونکہ ہزاروں میں باقی ہوں۔ اللہ اکبر! یہ کیا شان ہے جدھر دیکھتا ہوں ادھر میں ہی میں ہوں۔ سمجھدار کو اشارہ کافی ہے بس یہی وہ راز ہے کہ تو دانے کی مانند عاجز۔ نرم و نازک مٹی میں فنا ہو جا۔ (یہ مقام شریعت ہے) جب تجھے کمال خاک نصیب ہوگا یعنی مقام شریعت حاصل ہوگا تو تو ایک ننھا سا پودا بن کر نکل آئے گا۔ (یہ طریقت ہے)۔

پودے کو جب رحمت کے پانی سے سینچا جائے گا تو یہ پودا جوان ہوگا تو اس میں پتیاں پھول، پھل اور بالیاں لگیں گی۔ (یہ حقیقت ہے) اور چند دنوں میں تو ہزاروں دانوں میں اپنے آپ کو دیکھے گا۔ (یہ معرفت ہے) **فهم من فهم** (جو سمجھدار ہے وہ سمجھ گیا)۔

کیا کبھی آئینہ دیکھا ہے۔ آئینہ عکس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

## شریعت مطہرہ کیا ہے؟

عبد اور عبدہٗ کے درمیان ایک اٹوٹ رشتہ ہے جسے شریعت مطہرہ کہتے ہیں۔ ایک نوری قید ہے جو تیرے ظاہر پہ عائد ہوتی ہے بلکہ یہ ذات، ذاتِ

انسانی کا وہ نور ہے جس سے ''لا مشھود الا اللہ'' کی منزل حاصل ہوتی ہے۔ شریعتِ مطہرہ مکمل قرآن مقدسہ ہے اور قرآن مقدسہ کا تقدس ذاتِ انسانی کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اِنسان کلمہ طیبہ کے شرائط، تصدیق بالقلب کے ساتھ پوری کرتا ہے۔

**شریعت مطہرہ کیاھے ؟** ''**اَلْعِلْمُ نُوْرٌ**'' کی علمی ترجمان ہے۔ شریعتِ مطہرہ کی ضد اَلْعِلْمُ نَارٌ ہے جو ابلیس و نفس کا علم ہے۔ شریعت مطہرہ ہی کے شرف سے انسان کو درجۂ اشرفُ المخلوقات عطا ہوا ہے ورنہ اس راہ کے خلاف سب کچھ ضلالت و گمراہی ہے۔

حدیث قدسی: لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِی فَمَنْ دَخَلَهٗ اَمِنَ مِنْ عَذَابِی
یعنی میرا قلعہ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ ہے جو اس میں داخل ہو جائیگا۔ محفوظ ہو جائے گا۔ معلوم ہوا کہ اس قلعۂ معلیٰ کے ظاہر و باطن کا نگراں و محافظ خود اللہ جل شانہٗ ہے۔

شریعت مطہرہ سے تیرا عظیم رشتہ ہے کہ وہ تیرا ظاہر ہے کہ جس کا تحفظ تجھ پر لازم ہے۔ شریعت مطہرہ کیا ہے؟ ذاتِ انسانی کا ظاہر ہے اور ذاتِ انسانی کا ظاہر ذاتِ محمدی ﷺ کا پَرتو ہے۔

## طریقت کیا ہے؟

خواہم کہ ہمیشہ در رضائے تو زیم — خاکی شوم و بزیرِ پائے تو زیم
مقصودِ من خستہ زکونین توی — از بہرِ تو میرم و برائے تو زیم

''ترجمہ: میری آرزو ہے ہمیشہ راضی برضا رہوں



تیرے قدموں میں خاک بن کر زندگی گذاردوں
مجھ خستہ حال کا مقصود دونوں جہاں میں تم ہو
اور میرا مرنا اور جینا صرف تیرے لئے ہو''

یہ سالک راہِ طریقت کا ارمان ہوتا ہے۔

## رازِ طریقت کیا ہے؟

ذاتِ انسانی کے ظاہر کی عملی ترجمانی اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴿۴﴾ (التین ۹۵:۴) کی طرف پیش قدمی ہے۔ طریقت کیا ہے؟ لَآ اِلٰہَ میں ہو کر لا الٰہ کی نفی ہے کیونکہ لا الٰہ صفات ہے الا اللہ ذات ہے۔

جب سالک کامل پیر کے تصور سے اس مقام میں آتا ہے تو حیران و پریشان رہتا ہے کیونکہ یہ منزل تخلّقوا باخلاق اللّٰہ (اللہ کے اخلاق پیدا کرو) کی ہے اس مقام میں سالک کو ہر بار آبِ توبہ سے غسل کرنا ہوتا ہے۔ یہ وہ راہ ہے جسے صراطِ مستقیم کی ابتدا کہتے ہیں۔ ابتداہی میں اگر سالک بھٹک گیا تو ذلیل و خوار ایندھن نار ہو جاتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْهُ!

المختصر! علم شریعت کو عملی جامہ پہنانے کا نام طریقت ہے علم طریقت انسان کو علم الیقین سے عین الیقین کے درجہ تک لے جاتا ہے اس مقام میں انسان صاحبِ قلب ہو جاتا ہے اور صاحبِ قلب پر عالمِ ملکوت روشن ہو جاتا ہے یہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لا مَقصُودَ اِلَّا اللّٰہ کا تقاضہ پورا ہو جاتا ہے۔

## حقیقت کیا ہے؟

حقیقت عملی ترجمانی کا معنی ہے جب انسان حروف والفاظ کو چھوڑ کر مقام معنی میں آتا ہے تو '' ونفخت من روحی '' ''میں نے اس میں اپنی روح پھونکی'' کا مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں سالک راہِ یقین کو مشاہدۂ جبروتی حاصل ہوتا ہے۔ایسے خوش بخت فقیر کو '' اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ '' کی صدا مبارک ہو کہ وہ تمام انبیاء، اولیاء، اتقیاء اور شہداء کا ہم جلیس ہوجاتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں حدیث مبارکہ '' اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَكُلُّ خلائقِ مِنْ نُوْرِی '' (اللہ نے سب سے اول میرے نور کو پیدا کیا اور میرے نور سے تمام مخلوقات کو) کا راز حاصل ہوتا ہے یہی وہ مقام مقدسہ ہے جہاں '' کل شئی یرجع الی اصلہٖ '' ہر چیز اپنی اصل کی جانب لوٹتی ہے کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔اللہ اکبر! حقیقت ہی وہ مقام ہے جہاں '' اول ماخلق اللّٰه تعالٰی القلم '' اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا کا راز ظاہر ہوتا ہے اور یہ وہ قلم ہے جس کی سیاہی میں '' وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا '' (البقرہ ۲:۳۱) ''ہم نے آدم کو تمام علوم سکھائے'' کا سرچشمہ ہے بظاہر مذکورہ دونوں احادیث کریمہ میں ایک عالم دین ممکن ہے کہ تشویش زدہ ہو مگر اَسرار سے پُر ان مقامات میں سالک راہ خدا کو اپنی اصل کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

جان بدہٗ جان بدہٗ جان بدہٗ ☆ فائدہ گفتن بسیار چیست

'' جاں نثار کردے جاں نثار کردے جاں نثار کردے

بہت زیادہ بولنے سے کیا حاصل ہوگا۔''



اے بھائی! کیا تو جانتا ہے جان کیا ہے؟ من عرف سے گذر تب یہ مقام حاصل ہوگا۔ '' یہ تیری جان بھی عجیب جان ہے۔'' یہ تیری جان۔ '' اِنَّ اللّٰهَ خلق اٰدَمَ عَلٰی صورَتِهٖ '' میں نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا'' کا نور ہے۔ اے انسان تیری جان۔ صورت خداوندی کا ہو بہو نوری آئینہ ہے۔ یہ تیری جان مظہر ربّی ہے: وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (الذّریٰت ۵۱:۲۱) یعنی میں تمہاری جانوں میں موجود ہوں تم دیکھتے کیوں نہیں۔ لَاۤ اِلٰهَ الا اللّٰه۔ کس قدر پاکیزہ ترین راز ہے۔ جب تو نہیں تھا تو اللہ تھا جب تو ہوا تو غیر ہوا۔ جب نہیں تھا تو ربوبیت میں تھا جب ہوا تو عبودیت میں آیا۔ یہ تیرا آنا بھی ایک راز ہے۔ تیرا نہ آنا بھی ایک راز تھا۔ الاٰن کما کان فهم من فهم۔

راہ حقیقت کی تشریح زیادہ کرنے سے حقیقت مجروح ہوجاتی ہے۔ فقط اتنا سمجھ لے۔

لب بَرلب لعل، دلبراں خوش کردن ☆ واہنگ سرزلف مشوش کردن

امروز خوش است ولیک فردا خوش نیست ☆ خودرا چوخسی طعمۂ آتش کردن

معشوق کے لب لعلین پر لبوں کو خوش کرنا اور زلف پریشان سے کھیلنا آج تو خوب ہے لیکن کل اس مجاز کا انجام بخیر نہ ہوگا اپنی جان گھاس پھوس کی مانند نذرِ آتش کرنا کیا اچھا اور عقلمندی کا کام ہے۔

اے سالکِ راہِ خدا! کاش کہ تو اپنی جان کو پہچانتا۔ کاش کہ تو کبھی آئینہ پر غور کرتا۔ کیا کبھی تو نے دن کی روشنی اور رات کی تیرگی پر غور کیا ہے؟ کیا کبھی

تو نے نور اور نار پہ غور کیا ہے؟ اللہ اکبر! ہر مخلوق تیرے لئے تازیانہ عبرت ہے۔ ہر مخلوق سے درس حاصل کرنے کے بجائے ہر مخلوق کو اپنے مفاد کا سامان سمجھ رکھا ہے۔ کیا تو نے رات کے اندھیرے میں خوب چمکنے والے تارے کو دیکھا ہے جس کو نور کا لباس پہنایا گیا ہے نور تخت ہے۔ نور تاج ہے۔ نور کل تھا نور آج ہے۔

جب اللہ کا طالب اس مقام میں آتا ہے اس کی آرزو یہی ہوتی ہے۔ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾ (یوسف ۱۲:۱۰۱) یعنی میرا خاتمہ اسلام پر فرما، اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔

## معرفت کیا ہے؟

جب مردِ مومن مقام معرفت میں آتا ہے: قال اللہ تعالیٰ: اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ (الانعام ۶:۱۲۲)۔

"آیا وہ جو پہلے مردہ تھا اور ہم نے اسے اپنے نور سے
زندہ کیا یہ وہ نور ہے جو لوگوں میں سرایت کرتا ہے کے
مقام میں آجاتا ہے۔"

ما طبل، مامغانہ دوش بے باک زدیم
عالی علمش برسر افلاک زدیم
از بہر یکے مغبچۂ مئے خوارہ
صد بار کلاہ توبہ برخاک زدیم



"یعنی ہم نے رات بڑی فرحت وشادابی سے گذاری
جس کا چرچا افلاک تک پہنچا اور ایک رندِ مست
معشوق کی خاطر کلاہِ توبہ کو سو بار زمین پر توڑا۔"

## مقام معرفت کیا ہے؟

جب اس مقام میں عاشق آتا ہے تو دین و دنیا کی قید سے آزاد ہو کر موسیٰ علیہ السلام کی مانند دونوں جوتیاں اتار کر رَبِّ اَرِنِی کا نعرہ لگا کر بے خود ہو جاتا ہے۔ مقام معرفت وہ ہے جس کے بیان کے لئے نہ زبان ہے نہ حروف ہے نہ علم ہے نہ عقل ہے نہ اشارہ ہے نہ کنایہ ہے۔ بس وہی ذاتِ حق کا نوری سمندر ہے جس کے تمام مخلوقات بس قطرے ہیں۔

نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ لِرَبِّكُمْ فِیْ اَيَّامِ دَهْرِكُمْ نَفْحَاتٌ اَلَا فَتَعَرَّفُوْا اِلَيْهَا۔ "یعنی اللہ رب ذوالجلال نے تمہیں زمانے میں سانسیں عطا کی ہیں اس لئے تم اللہ کیلئے سانس لیا کرو۔ اللہ اکبر! کس قدر لطیف اشارہ ہے کہ سمجھدار کو کافی ہے۔

حدیث پاک: تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ۔ ایک ساعت کی فکر دو جہان کی عبادت سے افضل ہے۔ اس فکر سے سالک کو فنا فی الشیخ کے مراتب کے بعد فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ مشاہدۂ جلال سے نکل کر مشاہدۂ جمال میں آتا ہے۔

اس مقام کو مردہ دل نہیں سمجھ سکتے اگر زندہ دلی اسم اللہ کے ساتھ حاصل

ہے تو عارف اس مرتبہ میں سراپا نور بن جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے: **الفقر سوادالوجه فی الدارین ۔** ”فقر دونوں جہاں میں سبب روسیاہی ہے۔“ اللہ اکبر! فقیر عارف دونوں جہاں سے گذرا ہوا ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے موسیٰ علیہ السلام کو آواز آئی۔ یٰمُوْسٰی ﴿۱۱﴾ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ (طٰہٰ ۲۰:۱۱-۱۲) ”یعنی اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں۔ (اس مقدس پہاڑ طور پر) نعلین اتار کر آئیے گا۔“

تعجب ہے! آج کل جاہل نقلی بازاری پیروں کی بھرمار ہے کہ طالبان حق کو قصہ خوانی میں اُلجھا کر شریعت مطہرہ کے حدود سے آزاد کر رہے ہیں اور کہتے ہیں دین و دنیا دونوں شریعت ہیں:

**عجبًا لقوم الظلمین تلقبوا۔**

**بالعدل مافیهم لعمری معرفة۔**

تعجب ہے اس ظالم قوم پر جو خود عادل سمجھتی ہے مگر اس کے اندر کوئی معرفت کا نور نہیں۔ ”یَدُ اللّٰهِ فَوقَ اَیدِیهِم۔“ اے اللہ کے نیک بندے کامل کا ہاتھ تھام کہ وہ ہاتھ اللہ کا ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے: فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (النحل ۱۶:۴۳) اگر تمہیں علم نہیں اہل ذکر (نور) سے پوچھو۔

اہل معرفت وہ ہوتے ہیں جن کے تعلق سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا (حدیث قدسی) اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّهٗ ۔ ”انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں“ یا سمجھ سمجھ گیا۔



# ذاتِ عاشق کیا ہے؟

کہ صفت میں تبدیل ہوتی ہے صفتِ عاشق ذات کا مظہر ہوجاتی ہے۔ یاد رہے تمام مخلوقات آثار وافعال مظاہر ذات وصفات ہیں۔

اَب خود غور کر! کہ تو خود کیا ہے؟

اے طالبِ صدق وصفا۔ غور کر کہ تیری ذات خود ایک مظہر صفتِ خدا ہے۔ بظاہر صفت ذات کی غیر ہے مگر حقیقت میں عین ذات ہے۔ مگر یہ بھی حق ہے چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ حق کو حق کے سوا کون پہچانتا ہے! حق کو حق کے سوا کون یاد کرتا ہے۔ ”**لایعرف الله غیر الله**“ اللہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ یہ ایک گہرا راز ہے اس راز میں جانے سے پہلے...........

اے عزیز پہچان اپنی ذات کو کہ تو تیرا غیر ہے نہ حق کا غیر! یہ مرتبہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا ہے جب تک انسان دو مرتبہ نہیں مرتا۔“ **موتوا قبل ان تموتوا**“ یا مرنے سے پہلے مرجاؤ کہ مقام سے نہیں گذر جاتا۔

ارشاد رسول مقبول ﷺ ہے کہ **مَنْ لَمْ یأتِ فَرضًادَائِمًا لَمْ یَقْبَلِ اللّٰهُ فَرضَ الْوَقتِ** یعنی جو فرض دائمی ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کا وقتی فرض بھی قبول نہیں کرتا۔

اللہ اکبر! اے عزیز! اس راہ میں سر دیدے۔ یا جان دیدے یہی موقع ہے جو حیات طبعی میں حاصل ہے ورنہ کفِ افسوس ملنے سے کیا حاصل! جانتا ہے اس عالم میں اس کے دیدار سے اگر محروم رہ گیا تو بڑی بدنصیبی کی بات

ہے۔یادرکھ خواہشات دنیوی سے دل سیاہ اور سرد ہوجاتا ہے۔

اسی زندگی میں اس پاک ذات نورٌعلی نور کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے تو پھر کیوں تو قدرت و وحدت کے دیدار کے بغیر جارہا ہے۔کیوں سرمایۂ حیات رائیگاں کرتا ہے۔

عزیز من! راہِ ثواب خوب ہے لیکن راہِ فنا عجیب تر ہے جس کی لذتیں وکیفیتیں بیان میں نہیں سماسکتی کیا ہوا کہ لوگ اگر تجھے فرشتہ صفت کہیں! انسان بن اور مرتبۂ انسانیت کو سمجھ کہ تو جس سمندر کا قطرہ ہے اسی میں فنا ہوجا تو بات ہے ورنہ گھات ہی گھات ہے۔

اے عزیز! معرفت خدا حاصل کر! قیامت تک اس لذت دیدار سے کیوں محروم رہتا ہے۔آج ہی اس کام کے لئے کمربستہ ہوجا تاکہ تو ذات انسانی کو عین ذات کے مشاہدے میں غرق کرکے فارغ ہوجائے خود کو کل کے بھروسے کب تک ٹالتا رہے گا؟

## راہِ دیدار کیا ہے؟

شریعت مطہرہ ہی اس راہ میں تیرا مرشد ظاہر ہے۔اگر مرشد ظاہر تجھے رد کردے تو تو یقیناً مردودِ بارگاہِ خداوندی ہوجائے گا۔تیرا مرشد باطن توفیق ہدایتِ خداوندی ہے اس لئے ارشادِ گرامی ہے: ”وماتوفیقی الاباللہ“ اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں حاصل ہوسکتا۔اور یہ رازِ سرِّ اسم اللہ ذات میں پوشیدہ ہے جس کو تو توفیق و ہدایت یافتہ کامل پیر سے سمجھ سکتا ہے ورنہ تمام عمر



سرزمین پر بچھادے۔کچھ نہیں حاصل ہوگا۔یہ نعمتِ عظمیٰ مردمومن کو مندرجہ ذیل طریقوں سے حاصل ہوسکتی ہے۔

(ا) مردمومن کو خواب میں یا رؤیائے صالحہ سے دیدار خداوندی کا حاصل ہونا ممکن ہے۔

(۲) مراقبۂ موتوا قبل ان تموتوا یعنی مرنے سے پہلے مرجاؤ کی موت سے حاصل ہونا ممکن ہے اور یہ موت موت سے زیادہ شدید مقامات سے گذار کر سالک راہ طریقت خداوندی کو چاروں مکانات اور لامکان کا عارف وفقیر بنادیتی ہے۔

فانی فی اللہ کو فنافی الذات کا نور بنادیتی ہے اور عارف باللہ صفت حَیُّ الْقَیُّوْمُ کا مظہر بن جاتا ہے اور دم بدم زندہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند اور سیاحت میں حضرت خضر علیہ السلام کی طرح سیلانی ہوجاتا ہے۔اور عارف باللہ ہر مکان سے گذر کر لامکان تک رسائی حاصل کرلیتا ہے۔اے سعید ازل! آج کل نامراد پیروں کا بازار گرم ہے۔خبردار قِصّہ خوانی کا نام پیری مریدی نہیں یہ ایک خالص اللہ کا راز ہے اگر کوئی کہے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں وہ دعوئ ابلیس کرتا ہے۔اور وہ خود کو خدا بنا کر پیش کررہا ہے۔شریعت وطریقت کی میزان پر خود کو تولے پھر بولے تو بات ہے۔

عاشق عارف یا عارف عاشق جو خود کو خود سے آزاد کرکے حق کو حق میں اگر غرق کردے تو منه الیه (اسی کی اس کی جانب سے) کا بے نیاز کلام ایسے فقیر کو مبارک ہو، جاننا چاہیے کہ فنا بقا کے لئے ہے۔ بقا لقا کے لئے ہے۔

جب تک سالک خود کو اور خود کے صفات کو لاالـــہ کے ساتھ فنا نہیں کرتا تب تک اِلَّا اللّٰہ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی تیرا وقت تیری حیات طبعی ہے عقلمند ہے تو اس وقت کو اپنے ہاتھوں سے برباد مت کر جو کل قیامت میں دیکھنا ہے آج ہی دیکھ لیں ورنہ یہ تیرا گیا وقت واپس نہیں آنے والا۔ ارشاد ربی ہے: وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ (بنی اسرائیل ۱۷:۷۲) ''جو دنیا کا اندھا ہے وہ آخرت کا اندھا ہے اور راستے سے گمراہ ہے۔'' اے شرف یافتہ انسان اس تازیانۂ عبرت کے باوجود خواب غفلت میں محو رہنا۔ خود کو ہلاک کرنے کے مترادف ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: اَلْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ۔ ''وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔'' عقلمند کو اشارہ کافی ہے کہ کہیں تیرا وقت یہ تیرا شغل تجھے غیر اللہ کی راہ میں قتل نہ کر دے۔

اے لاالـہ الااللہ محمد رسول اللہ کلمہ پڑھنے والے تجھے اللہ جل شانہٗ دیکھ رہا ہے۔ اور تو بلی کی مانند آنکھیں موندے ہوئے پڑا ہے۔ تو کیوں نہیں دیکھتا۔ دیکھ لے کہ یہ مقام صرف اور صرف کنہ نور ذات سے حاصل ہوتا ہے۔ غرق ہو جا کہ تو عالم دیدار بادیدار ہوگا۔

اے طالب خدا! جب عارف مقام معرفت میں آتا ہے تو لامحالہ لَامَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ کا نعرہ لگاتا ہے۔ بعض تو انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی کے راز کو فاش کر کے عالم تحیر میں محوِ حیرت رہ جاتے ہیں یا تختۂ دار سرخ کرتے ہیں۔

☆☆☆



# مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

''جس نے خود کو پہچانا۔ اس نے خدا کو پہچانا''

یعنی جو انسان خود کو نہیں پہچان سکتا خدا کو نہیں پہچان سکتا۔ اے طالب اللہ! انسان کم از کم مجموعہ ہے نفس، قلب اور روح کا کہ جب تک تو نفس، قلب اور روح کو نہیں پہچان سکتا تب تک خود کو نہیں پہچان سکتا۔ سبحان اللہ! کتنا عمیق، کس قدر کٹھن اور کس قدر آسان راز ہے۔

## نفس کیا ہے؟

نفس ایک آتشی مخلوق ہے آگ کے رنگوں کو دیکھو، آگ میں پوشیدہ تاریکی کو دیکھو، تاریکی میں پوشیدہ دھوئیں کو دیکھو، دھوئیں میں پوشیدہ سیاہی کو دیکھو۔

آگ کا حاصل سیاہی ہے اور رنگ ابلیس سیاہ ہے۔ آگ کیا ہے؟ نور کی ضد ہے۔ نور کیا ہے؟ اَلْعِلْمُ نُوْرٌ۔ علم نور ہے۔ نار کیا ہے؟ نور کی ضد ہے۔ نور کیا ہے؟ علم ہے اور علم کی ضد جہل ہے۔ علم سے انسان ہے۔ جہل سے شیطان ہے۔

# علم کیا ہے؟

اَنَامَدِیْنَةُ الْعِلْمِ ہے۔انا کیا ہے؟الف اور الف کے درمیان ’’ن‘‘ کا اک گہرا راز ہے۔علم کیا ہے؟العلم دانستن۔علم جاننے کا نام ہے۔لیکن کیا جاننا کیا پانا۔’’اَلْعِلْمُ اِمَامُ الْعَمَلِ ‘‘علم عمل کا امام ہے۔علم کیا ہے؟ اَلْعِلْمُ نُقْطَةٌ۔علم ایک نقطہ ہے۔وہ نقطہ کہاں ہے؟اور کیسا ہے؟جس نے اس نقطہ کو پالیا وہ عالم کامل بن گیا کیونکہ یہ نقطہ ظاہر و باطن میں وجود رکھتا ہے اور وجود نور ہے اور یہ نقطہ ظاہر بھی ہے باطن بھی ہے۔

اس روشن نقطے کے نور کا عالم کامل ایک سجدہ میں تمام سجدے ادا کر کے یا ایک فرض میں تمام فرائض ادا کر کے خود نقطۂ نور بن کر وہاں پہنچ جاتا ہے کہ جہاں عبادت کا قصد کرنا بھی شرک ہے یعنی مقام قرب اور مشاہدۂ الٰہی میں غرق ہو جاتا ہے اس مقام کو مقام ’’لِی مَعَ اللّٰہِ ‘‘ کہتے ہیں۔علم میں تین حروف ہیں ان تین حروف سے عالم کو نفس قلب اور روح کی طہارت حاصل ہوتی ہے اور انہی تین حروف کے ذریعہ ناسوت ،ملکوت اور جبروت سے گذر کر عالم کامل لاہوت ولامکاں تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

علم کیا ہے؟

علم اللہ کی پاکیزہ صفت ہے۔

علم نور ذات کی شرح ہے۔

علم کلمہ طیبہ کا خلاصہ ہے۔



علم قرآن مقدس کی معرفت ہے۔

علم معرفت کا نور ہے۔

علم سیرت محمد ﷺ کی تشریح ہے۔

علم ناسوت میں جلوہ نما ہے۔

علم ملکوت میں معقول ہے۔

علم جبروت میں قوت ’’وعلم الانسان بالقلم‘‘ کا راز ہے۔

علم لاہوت میں نور ہے اور لاہوت میں اَلْعِلْمُ نُوْرٌ کا راز ہے۔اور یہ راز عارف عین العیانی پر فاش کیا جاتا ہے۔

علم عین سے ہے اور عین ہے۔

علم غین سے غضب کے نقطے کو فنا کرتا ہے۔

علم اللہ کا حکم ہے۔علم رسول اعظم ﷺ کا نور ہے۔

خدا کے حکم پر عمل کرنے سے کوئی روکے تو وہ تمہارا دشمن ہے۔اور دشمن کی بات پر دھیان نہ دے۔

جب طالب اللہ مقام انتہائے علم پر پہنچتا ہے تو اس کا حال حضرت مولا علی مشکل کشا جیسا ہو جاتا ہے اس مقام پر جواں مرد آتا ہے تو کہتا ہے۔ اِذَاسَاَلْتُ اُعْطِیْتُ وَاِذَا سَکَتُّ ابْتَدَیْتُ۔میں جو چاہتا ہوں،عطا کیا جاتا ہے۔میں خاموش رہوں تو وہ کلام کی ابتدا کرتا ہے۔

اے عزیز! اگر تو نے علم پر عمل نہ کیا تو علم کی ضد یعنی جہل کی آگ تجھے جلا کر ہلاک کر دے گی۔

فسق است وفجور کار ہر روزۂ ما
پُرشد زحرام کاسۂ وکوزۂ ما

می خند درروزگارمی گوئید عمر
برطاعت وبرنماز وبرروزہ

''ہم فسق وفجور میں مبتلا ہوگئے۔ ہمارا لوٹا اور پیالہ
حرام سے لبریز ہے۔ دنیا تو مسکرا رہی ہے اور ہماری
عمر طاعات یعنی ہمارے نماز وروزہ پر رو رہی ہے۔''

اللہ رحیم وکریم اس آفتِ جہل سے محفوظ رکھے آمین! علوم تو کئی ہیں مگر ہر علمِ حقہ کا سرچشمہ وہی ایک نقطہ ہے جس کو حاصل کرنے کی کوشش صرف عالم سعید ازلی کرتا ہے۔ بس علم معرفت حاصل کرنا چاہیے کیونکہ علم معرفت سے ہر حقیقت خود روشن ہوجاتی ہے۔ اور عالم معرفت پر تمام درجاتِ حقہ روشن ہوجاتے ہیں ایسا عالم مظہر صفتِ غنی ہوکر کسی کا محتاج نہیں ہوتا بلکہ بے نیاز ہوجاتا ہے۔ ایسا عالم سعید سراسر محبت بن جاتا ہے ایسا عالم کامل خودسرِّ معرفت بن کر سربہ سرنور ہوجاتا ہے ایسا عالم انبیاء علیہم الصلوٰۃ کا ہم جلیس ہوجاتا ہے ایسے عالم کا قالب بھی قلب بن جاتا ہے اور ہر رگ وریشے سے اللہ کی آواز آتی ہے مگر سننے والے کان چاہیے۔ ایسے عالم کی موت ہی عالَم کی موت ہے (مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ) ایسا عالم کامل اقرار باللسان تصدیق بالقلب کا پیکر بن جاتا ہے ایسے عالم کے علم کے نور سے سارا زمانہ روشن ہوجاتا ہے اور اگر ایسا عالم اٹھ گیا تو ساری دنیا جہل کی تاریکی میں غرق ہوجاتی ہے۔



اے طالب عزیز! ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ ط (الانعام ۶:۵۹)۔ تمام غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا۔ ان اسرار کے خزانوں کی کلید ہی ''نور ذات ہے'' جس عالم کے ہاتھ یہ کلید نہیں ہوتی۔ وہ سراسر علم کی ضد یعنی جہل کی قید میں ہوتا ہے ایسا علم نہ خود کو نفع دیتا ہے نہ خلق کو۔ ایسے عالم کا دل مردہ دنیا اور عقبیٰ کا محتاج ہوتا ہے۔
علمِ حقہ سے صالح پیدا ہوتا ہے عمل صالح سے توفیق اور توفیقِ خداوندی سے مقام قلب اور مقام قلب سے مقام غرق جمال حاصل ہوتا ہے۔

## عمل صالح کیا ہے؟

ما سوا اللہ کو دنیا تصور کرنا اور اپنی اصل کی جانب رجوع کرنا ہے اس لئے کہ ''اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ'' دنیا مردار ہے اور دنیا کا طالب کتّا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔

## دنیا کیا ہے؟

دنیا خدا کی وہ ملکیت ہے جو ابلیس لعین کے حوالے کی گئی ہے۔ دنیا وہ ہے جس کا بادشاہ نفس ہے یہی وہ طوق لعنت ہے جو ابلیس کو مقدر کیا گیا ہے لہٰذا حدیث رسول پاک صاحب لولاک محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔
''اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ بِمَا فِیْہِ'' دنیا اور سامان دنیا ملعون ہے یعنی دنیائے جہل اور علم جہل ملعون ہے۔ طوق لعنت کیا ہے؟ یہ بارِ امانت کی ضد ہے۔ بارِ

امانت کیا ہے؟ یہ صرف حضرت انسان کا حصہ ہے۔توفیق کیا ہے؟ توفیق مرشد کامل کو کہتے ہیں۔ جو خالص اللہ کا راز ہے کہ جس کو خدائی خلافت کا اعزاز حاصل ہے۔مرشد کامل اپنے مریدوں میں ظاہر اور نور ذات میں باطن یعنی فنا فی اللہ ہوتا ہے۔یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط (النور ۲۴:۳۵) اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔مرشد کامل کسے کہتے ہیں؟ کامل مرشد وہ ہوتا ہے جو نور ذات کے تصور سے تصرف کا اختیار رکھتا ہے اور ہر راز ہائے سربستہ کامل پر عیاں ہوجاتا ہے مرشد کامل اپنے مرید کو ذکر و مذکور سے گذار کر آن کی آن میں غرق توحید کر دیتا ہے۔

مرشد کامل :-مرید صادق پر کہنۂ کن روشن کر کے عادل عالم کامل و عارف حقیقت و معرفت بنا کر لاہوت و لامکان تک پہنچا دیتا ہے۔کامل پیر مرید کو پہلے ہی دن بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھا کر......کلید......نور ذات عطا کرتا ہے۔اور مرید صادق بھی نور ذات کے شعلوں میں جل کر...... خود سے اس طرح غائب ہوجاتا ہے۔جس طرح بسم اللہ میں الف غائب ہے۔کامل مرشد کی صحبت میں مرید رحمتِ الٰہی کا خزانہ بن جاتا ہے اور یہ مرتبہ صرف سعیدِ ازلی کو حاصل ہوتا ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ج (النساء ۴:۵۹)۔''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو رسول پاک کی اطاعت کرو اور ان کی اطاعت کرو جو تم میں صاحب امر ہیں۔مرشد کامل صاحب امر ہوتا ہے دونوں جہاں میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔سراپا فیض اور فیض بخش ہوتا ہے نفس کی غلامی سے نجات عطا



کرتا ہے۔

مرشد کامل صاحب امر کا تیر کسی ڈھال پر روکا نہیں جاسکتا کیونکہ یہ تیر خود اللہ کا چلایا ہوا ہوتا ہے صاحب امر پیر فقیر کی زبان ''لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمٰن'' یعنی فقیروں کی زبان اللہ کی تلوار ہوتی ہے۔

## ہدایت کیا ہے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط (البقرہ ۲:۲۵۷)۔''اللہ اہل ایمان کا دوست ہے انہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی جانب لے جاتا ہے۔''

ہدایت کیا ہے؟ مرید صادق جب اَلْعِشْقُ ھُوَ النَّارُ کی آگ میں اپنے نفس کو جلا کر کباب کرتا ہے تو نور جمال الٰہی دست رحمت سے کھینچ لیتا ہے اور اپنے دیدار کے جلوے دکھاتا ہے اس وقت ازلی مومن کی روح کو فرحت اور نفس مطمئنہ عطا ہوتا ہے۔وہ سراپا نور ہوجاتا ہے......وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ط ۳ (النجم ۵۳:۳)۔وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا اگر اس دارِفانی سے قبر میں چلا جائے تو قبر بھی نور سے آراستہ ہوجاتی ہے۔ ہدایت یافتہ نور ذات میں غرق مستور اور مغفور ہوجاتا ہے۔

اللہ کی توفیق اور ہدایت کے بغیر عبادت بے سود ہوتی ہے۔ریاکار خواہ کتنی بھی عبادت کرے شرک خفی وجلی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ہدایت یافتہ وہ ہے جو کسی سانس کو ضائع نہیں کرتا، انبیاء و اولیاء سابقوں کی طرح اپنے

ظاہر و باطن میں سفر کرتا ہے۔ ہدایت یافتہ وہ ہے جو حضوریٔ محمدی ﷺ میں ہر دم حاضر رہتا ہے۔ ہدایت یافتہ وہ عارف باللہ خود ایک عظیم حکمت کا خزانہ ہوتا ہے۔ ہدایت یافتہ طالب اللہ تزکیۂ نفس تصفیۂ قلب تجلیۂ روح کے انعامات سے ہر دم مالا مال رہتا ہے۔

ہدایت یافتہ عارف باللہ کی ابتداء اللہ کا نور ہے انتہا فنا فی الرسول ہے اور یہ مقام لاالہ الا اللہ محمدرسول اللہ ﷺ سے حاصل ہوتا ہے۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ﴿۴۷﴾ (طٰہٰ ۲۰:۴۷) ''سلامتی ہو ہدایت کے پیروی کرنے والے پر''۔

صاحبِ ہدایت پیر اگر چاہے مردہ دل جاہل کو بھی ایک نظر کی توجہ سے حضور محمدی ﷺ میں حاضر کر دے۔ ہدایت یافتہ فقیر اگر چاہے تو لوح محفوظ کے تمام علوم ایک نقطہ میں بیان کر دے۔

## راہ ہدایت کیا ہے؟

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (النور ۲۴:۳۵) ''اللہ زمین اور آسمانوں کا نور ہے''۔ سالک ہدایت یافتہ صفتِ ھادی کا مظہر بنکر جب (تَخَلَّقُوْا بِاَخلَاقِ اللّٰهِ)۔ اللہ کے اخلاق کو پیدا کرو۔ کے تقاضے پورا کرتا ہے تو اللہ جل شانہٗ کی عطا سے مراقبہ حاصل ہوتا ہے۔

## مراقبہ کیا ہے؟

موتوا قبل ان تموتوا۔ مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ اس موت کو مراقبہ



جلال کہتے ہیں یہی وہ نازک مقام ہے جہاں سے سالک کو اللہ جل شانہٗ کے کرم سے کامیاب گذرنا ہے۔ اگر سالک اس مقام میں ناکام رہا تو درِ رحمت سے ہی واپس لوٹا دیا جاتا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ سالک جب مراقبہ جلال میں جاتا تو كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط (الانبیاء ۲۱:۳۵)۔ ''ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔'' کا مزہ نفس کو چکھا کر آگے نکل جاتا ہے۔ یہ کرم ہے پیر باطن کا کہ اس نازک مقام میں مرید کے لئے حضرت ابراہیم خلیل کے مانند ہوتا ہے اگر اس مقام میں مرشدِ باطن طالب اللہ کی دستگیری نہ کرے تو سالک آوارہ مجذوب بنکر نوری مقامات کی طرف ترقی نہیں کر سکتا جب سالک عشقِ خداوندی کی آگ میں جل کر نفس مطمئنہ کا حامل بن جاتا ہے تو اللہ ربّ العالمین ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾ (الفجر ۸۹:۲۷-۳۰)۔

اے نفس مطمئنہ میرے ذکر سے (یاد سے) آرام پانے
والے رجوع کر اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی
وہ تجھ سے راضی (اور اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیگا) کہ
میرے خاص بندوں میں جامل اور میری جنت میں
داخل ہوجا۔''

نادیدہ بود دیدہ کجا آید دوست
خواہی کہ شود دیدہ بروں آئی زپوست

از دیده و دیدنی چو تو بگذشتی
دانی که کسے نیست به بنیٔ ہمہ اوست

یعنی اے دوست نا دیدہ کا دیدہ ہونا کیسے ممکن ہے اگر تم اس ذاتِ پاک کے دیدار کی تمنا رکھتے ہو تو اپنی کھال کو اتار کر پھینک دو جب ظاہر کی آنکھ اور بصارت سے کنارہ کرلوگے اس وقت یہ راز فاش ہوجائے گا کہ کوئی شئی ایسی نہیں جسے تو دیکھے پس ہر شئی میں اللہ ہی جلوہ فرما ہے۔

اے عزیز! جب تک سالک اپنی ظاہری کھال سے آزاد نہیں ہوجاتا تب تک کچھ نہیں حاصل ہوسکتا خواہ لاکھ ذکر و اذکار اور نفلی نمازوں میں مبتلا رہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ (طٰہٰ ۲۰:۱۲) یعنی (اے شوق کے موسیٰ) تحقیق کہ میں تیرا رب ہوں پس دونوں نعلین اتار دے۔" دونوں نعلین سے مراد خواہشات دین و دنیا سے رہائی ہے اور سالک کو جب تک یہ رہائی اللہ کی توفیق سے حاصل نہیں ہوتی تب تک کچھ نہیں ہوسکتا۔

اسم مقام سے گذر کر حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

نَسِیْتُ الْیَوْمَ مِنْ عِشْقِیْ صَلَاتِیْ
فَلَا اَدْرِیْ غَدَائِیْ عِشَائِیْ



فَذِکْرُکَ سَیِّدِیْ وَکُلِی وَشُرْبِیْ
وَوَجْھُکَ اِنْ رَأَیْتُ شِفَاءُ دَائِیْ

میں غرقِ عشق تھا کہ ایک وقت کی نماز بھول گیا اس مستی میں وقت کا ہوش ہی نہ رہا۔ اے میرے آقا تیرا ذکر ہی میرا کھانا پینا ہے۔ تیرے چہرے کا دیدار ہر مرض کے لئے شفاء ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ ھِیَ الْمَاْوٰی ﴿۴۱﴾ (النّٰزِعٰت ۷۹:۴۰-۴۱)۔ یعنی جس نے نفس کو خواہشات سے روکا وہ جنتی ہے۔ اے اللہ کے نیک بندے مراقبہ کیا ہے؟ اپنی دونوں آنکھوں کو باز کی مانند بند کرلے کہ تیرا ظاہر باطن ہوجائے اور باطن ظاہر ہوجائے۔

ارشادِ رسول پاک صاحب لولاک نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "اے علی اپنی دونوں آنکھوں کو بند کرو اور اپنے قلب میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی آواز سنو! اللہ اکبر! جب مردِ مومن مقام قلب میں جاتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ! ہر ھو، ہر ھو، ہر ھو، ھو الحق لیس فی الدارین الا ھو کی آواز سنتا ہے اور خوشی مناتا ہے: وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْۤ اُوْفِ بِعَھْدِكُمْ ۚ (البقرۃ ۲:۴۰) تم میرا عہد کرو، پورا میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا کی مجلس خاص میں داخل ہوجاتا ہے۔ مراقبۂ جمال کیا ہے؟ حَسْبِیَ اللّٰهُ کَفٰی بِاللّٰهِ اس کیلئے اللہ کافی ہے جو اللہ پر مکمل اعتماد کرتا ہے جب سالک کامل بسم اللہ میں الف کی مانند اسم اللہ میں غائب ہوجاتا ہے تو کچھ ایسی کیفیت ہوجاتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ

عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ (الاحزاب ۷۲:۳۳)۔

”ہم نے بارِ امانت جب ارض وسماوات اور پہاڑوں پر پیش کیا تماموں نے اُٹھانے سے عاجز رہے لیکن یہی ظالم و جاہل انسان نے اٹھالیا......“

یعنی اپنے نفس پر ظلم کرنے والا دین و دنیا کی خواہشات کے علم سے جاہل طالب اللہ اس مقام میں آتا ہے تو اپنے قلب کے مراتب پر حیران و ششدر رہ جاتا ہے یَا هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ کا نعرہ لگاتا ہے۔ یہ وہ نورِ معرفت ہے جس کی رہبری سے نور بن کر عارف چشم عیاں مؤدب ہو کر حاضر مجلس محمدی ﷺ ہو جاتا ہے۔ اے طالب صادق شاہ فنافی اللہ بن کر اگر تو پیر کامل عارف کی آگ میں جلا کر نفس کو راکھ کر دے اس راکھ سے جو چنگاری اٹھے گی اک دن شعلہ بن جائے گی مرنے سے پہلے اس وعدے کو وفا کر، مرنے کے بعد کی خوشی کی امید کرنا لاحاصل ہے۔

مرشد کامل کی جوتیوں میں خاک ہو جا تاکہ وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرے وہ وہی تیرے لئے پسند کرے۔ اے سالک راہِ خدا مقفل دروازے پر کیوں کھڑا ہے جا! اپنے کامل پیر سے وہ کنجی حاصل کر! جس سے باب رحمت کھلتا ہے اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا میں اس طرح اشارہ ہے۔ اے پیر کامل اللہ کا طالب اگر تیرے پاس آئے اس کے عیوب پر نظر نہ کر، قلب کو دیکھ اور اس کی گردن پکڑ کر اس کا رخ رخِ حبیب کی طرف کر دے تاکہ وہ غرقِ دیدار ہو کر جنت اور جنت کی حوروں کی تمنا نہ کر سکے۔



## استغراق کیا ہے؟

غرق ایک حالِ باطن ہے جو قال میں نہیں سما سکتا غرق وہ ہے جس سے غریق سراپا نور بن جاتا ہے! یہ محض اللہ کا کرم ہے کہ غریقِ توحید ہو جاتا ہے۔ توحید کیا ہے؟ توحید تو خود ہے سمجھدار کو اشارہ کافی ہے۔ (تفصیل کیلئے ہماری کتاب تفہیمات کلمہ کی کل ملاحظہ کیجئے) غریق باطن مجلس محمدی ﷺ میں حاضر رہتا ہے راہِ غرق راہِ حق ہے! اگر کوئی غریق نہیں۔ صاحب غرق باطن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کذاب ہے۔ غریق کو کلیدِ ذات حاصل ہوتی ہے۔ اور اسم اعظم هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ہر جہت سے جاری ہو جاتا ہے۔ گویا ایسے پیر کی زبان کن کی کنجی بن جاتی ہے یا اللہ کی تلوار بن جاتی ہے۔ حدیث قدسی ہے: اولیآئی تحتَ قبائی لَایَعْرِفُهُمْ غَيْرِیْ“ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے ”میرے اولیاء میری قباء کے نیچے ہیں۔ ان کا علم میرے غیر کو نہیں ہوتا۔

اے صادق ازل! اگر اللہ نے تین صفاتِ ازلی طلب، اخلاق اور عشق تجھ میں رکھا ہے تو سمجھ لے کہ تیری روح سعید کا آئینہ بہت تجلی بخش ہے غافل نہ رہ کہ مرشد کامل سے وابستہ ہو جا ورنہ کل پر توکل کرنا باعث ندامت و ہلاکت ہے۔

## رازِ جنت کیا ہے؟

یہ امر انتہائی تفصیل طلب ہے ہم صرف مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یا حورو

قصور سے رازِ جنت نہیں پاسکتے۔قرآنی ترجمات سے ظاہری معنیٰ تو حاصل ہوسکتے ہیں باطنی رموز کا حاصل کرنا ہرکس وناکس کی عقل سے بعید ہے یہ راز ورموز صرف ان پر ظاہر ہوتے ہیں جن کے تعلق سے حضرت نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ ﷺ نے ارشادفرمایا: **اولیاء تحت قبائی لایعرفهم غیری** یعنی میرے دوست میری قباء میں پوشیدہ ہیں کہ میرے غیرکوان کاعلم نہیں ہوتا۔

جاننا چاہیے کہ ''وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ (المؤمنون ۲۳:۱۰۰) یعنی (انسان کے علم اور بصارت سے دورعالم برزخ ہے اس دن تک جب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات اوررسالۂ برزخیہ میں تفصیلاً یا اجمالاً بیان فرماتے ہیں کہ یہ مقام ارواح وملائکہ ہے ابتدائے خلق تا قیامِ قیامت پس خالقِ مطلق نے وجودکوتین شکلوں میں ظاہرکیا ہے۔

(۱) دنیا (۲) برزخ (۳) آخرت۔

عالم موجودات کے اقسام بھی تین ہیں:

(۱) ملک (۲) ملکوت (۳) جبروت۔

حضرت انسان تینوں عالموں کا مجموعہ ہے کہ جوکچھ ان تینوں عالموں میں تفصیلاً موجود ہے وہی حضرت انسان میں اجمالاً موجود ہے۔یعنی انسان جسم نفس اورروح کا مرکب ہے اورجسم کا تعلق دنیا سے ہے جوملک کی مانند ہے اس مقام کے تعلق سے حضورغوث پاک نے ایک الہام کے جواب میں



فرمایا۔اے اللہ! میں تری جناب میں حاضر ہوں اورتیری اطاعت کرتا ہوں۔

نفس کا تعلق برزخ سے ہے جومظہرملکوت ہے اورروح کا تعلق آخرت سے ہے اورروح عالمِ جبروت کا راز ہے عالم برزخ وہ ہے کہ جہاں ارواحِ سعیدوشقی ایک مدت معینہ میں رہتے ہیں۔عالم برزخ میں سعید روحیں جنتِ مثالی میں اورشقی روحیں جہنم مثالی میں تا قیامت رہیں گے۔قال اللہ تعالیٰ: وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (ھود۱۱:۱۰۸) جوسعید ہیں وہ جنت میں رہیں گے تاوقتیکہ قیام آسمان اورزمین ہے..........یعنی اہل سعادت جنتِ برزخی یامثالی میں تا قیامت رہیں گے۔اس طرح شقی لوگ تا قیامت جہنم مثالی میں رہیں گے۔

یہی وہ برزخ مثالی ہے جہاں آدم علیہ السلام تھے اورآپ یہاں امرونواہی کے تابع رہے۔بشریت کا تقاضہ تھا کہ آپ سے لغزش ہوئی اور جنت سے نکالے گئے اور برزخ دنیا میں روانہ کئے گئے۔ بالکل اسی طرح ابلیس بھی اسی برزخ میں تھا۔تکبر کا اظہار کیا اورمردود بارگاہِ خداوندی ہوا آدم علیہ السلام جنت دائمی میں نہیں تھے وہ وہاں تھے جہاں لغزش ممکن تھی۔

تفسیر بیضاوی میں ایک روایت آئی ہے کہ آدم علیہ السلام کی جنت ارض فلسطین یافارس یاکرمان کے درمیان تھی نیز جواہرالتفسیر میں اک دوسری روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کی جنت ارض کے خطۂ عدن میں تھی یابوستان سے متصل ہندوستان میں تھی۔

ائمہ اہل بیت اورصوفیان باصفا کے نزدیک آدم علیہ السلام کی جنت عرش

اعظم اور کرسی کے درمیان ہے اور یہ ملائکہ مہمینہ کی آماجگاہ ہے۔

حدیث نبی کریم رؤف الرحیم شفیع المذنبین وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء ۲۱:۱۰۷) اس موقف کی تائید کرتے ہیں اَرۡضُ الۡجَنَّةِ اَلۡكُرۡسِىُّ وَسَقَفُهَا عَرۡشُ الرَّحۡمٰنِ۔ ملائکہ مہمینہ مستغرقِ مشاہدہ حق ہیں کہ انہیں آدم علیہ السلام کے تخلیق کی خبر تک نہیں اور مقام معصیت نہیں۔

(جواہر التفسیر)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: لَيۡسَ فِى الۡجَنَّةِ حُوۡرٌ وَلَا قُصُوۡرٌ وَلَا لَبَنٌ وَلَا عَسَلٌ يَتَجَلّٰى رَبِّى ضَاحِكا یعنی جنت میں نہ حوریں ہیں نہ قصور (محلات) ہیں نہ دودھ ہے نہ شہد ہے بلکہ یہاں میرا رب تجلی فرماتا ہے۔ بعض صوفیانِ کرام کے نزدیک اسے روح الجنۃ کہتے ہیں۔ جہاں عاشقین کے لئے رویت یا مشاہدہ کا آئینہ ہے۔

بعض اربابِ کشف و تحقیق کے نزدیک ابھی تک آدم علیہ السلام کی عالم جنت عدن مثال میں ہے۔

حدیث مبارکہ اَلدُّنۡيَا سِجۡنٌ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ جَنَّتُ الۡكَافِرِيۡنَ۔ دنیا ہی مؤمن کے لئے قید خانہ ہے کفار کیلئے جنت ہے۔ ”كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ؕ“ (اٰلِ عمران ۳:۱۸۵) ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ کے مقام سے گذرنے کے بعد انسان موت کے ذریعہ برزخ میں پہنچ جاتے ہیں ان میں بعض قبور میں رہ کر تمام آلائش سے پاک ہو کر عالم مثال میں پہنچ جاتے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔



اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے قبور کو نور سے پُر نور فرما کر سامان بہشتِ مہیا فرماتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: القبر روضة من رياض الجنة یعنی قبر ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے۔ آیت کریمہ: كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّ يَبۡقٰى وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ ﴿۲۷﴾ (الرحمٰن ۵۵:۲۶-۲۷) جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب کچھ فنا ہو جائے گا باقی ذات حق رہ جائے گی۔

## مرتبۂ قلب مومن

مؤمن کا قلب کیا ہے؟ مومن کا قلب قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ عَرۡشُ اللّٰهِ تَعَالٰى کے مصداق اللہ جل شانہٗ کا عرش ہے اور جب مومن مقام قلب میں آتا ہے تو مشاہدۂ خداوندی سے جنت نعیم کی نعمتوں سے سرفراز ہوتا ہے یعنی ان تمام مقامات و مراتب کا دل میں مشاہدہ کرتا ہے۔

ایک مست الست بزرگ کا قولِ برگزیدہ ہے۔ ”ہر کرا آں آفتاب اینجا بتافت آنچہ آنجا وعدہ بدیں جایافت“ یعنی جس کسی پر آفتابِ حقیقت روشن ہوا اسے اسی دنیا میں جو آخرت کا وعدہ تھا اسے اس دنیا میں مل گیا سمجھدار کو اشارہ کافی ہے۔

اے بھائی اس ضمنی پہلو سے اعراض کرتے ہوئے ہم اصل موضوع پر لوٹتے ہیں۔ جنت کیا ہے؟ جنت دیدار خداوندی کا نام ہے۔ جنت جسے کہتے ہیں دیدار کی نعمتوں کا نام ہے۔ جنت جسے کہتے ہیں وصالِ خداوندی کا نام

ہے۔ جنت جسے کہتے ہیں ازلی سعید کے لئے وعدۂ الٰہی کے وفا ہونے کا نام ہے۔ جنت وصال ہے۔ جنت نور ہے۔ جنت علم ہے۔

## جہنم کیا ہے؟

جہنم خدا سے جدا ہونے کا نام ہے جہنم فراق ہے۔ جہنم نار ہے۔ جہنم جہل ہے۔ فَهِمَ مَنْ فَهِمَ۔ جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ (الکہف ۱۸:۱۱۰)

"جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہے چاہیے کہ نیک
عمل کرے اور رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ
کرے۔ عمل حسنہ اور عبادتِ دائمی یہ ہے کہ اللہ کے
دیدار کا متمنی رہے۔"

اگر لذت دیدار را شرح کنم
کونین را بر نام او صدقہ کنم

"اگر میں لذت دیدار کی شرح کروں تو دونوں عالم کو
اس کے نام پر قربان کر دوں۔"

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ (البقرہ ۲:۱۱۵)

"تم جس طرف رخ کرو ادھر ذاتِ الٰہی ہے۔"

اے میرے عزیز! بقاء سے لقاءِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اس مقام میں



عارف باللہ فنا فی اللہ ہر طرف اس کا دیدار کرتا ہے۔ خود کو قبلہ نما کی طرح قبلۂ رخِ الٰہی کی طرف پاتا ہے۔ اس مقام میں عارف عین العیان اس جنت اور نعمتہائے جنت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا جس جنت پر زاہدانِ خشک تکیہ کئے بیٹھے ہیں۔ اے طالب اللہ! عشق کا مست الست جان دیکر بھی زندہ رہتا ہے۔ اس حَیُّ الْقَیُّوْمُ کے ساتھ جس دیدار سے روحِ لاہوت اور لامکان پر نظر رکھتی ہے۔ حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: لَيْسَ بيني بينه فرق الاانّى تَقدَّمتُ بالعبو ديته یعنی میرے اور اس کے درمیان کوئی فرق نہیں صرف اتنا کہ میں نے عبودیت کو قبول کیا! فَهِمَ مَنْ فَهِمَ!

## مراقبۂ ذات کیا ہے؟

مراقبۂ ذات میں عارف ذات کی حالت "انا اقول انا اسمع هل فى الدّارين غيرى" یعنی میں کہتا ہوں میں سنتا ہوں میرے سوا دونوں جہاں میں کون ہے؟ (قول حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ) کا ایک راز عمیق بن جاتی ہے جب طالب اللہ استغراقِ جمال میں ترقی کرتا ہے تو وہ خود اس راز کی صورت اختیار کر لیتا ہے جو اسم اللہ ذات میں ھو کا نور ہے۔ مرتبۂ ذات سے پہلے مست الست حضرت منصور مغفور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے بے خود ہو کر انا الحق کہا تو لوگوں نے کہا کہ انا الحق کیوں کہتے ہو؟ ھو الحق کیوں نہیں کہتے (وہ حق ہے) تو آپ نے کہا! ہمہ اوست سب کچھ وہی ہے! نیز کہا کہ کیا تم لوگ کہتے ہو کہ وہ گم ہو گیا ہے؟ کیا بحرِ محیط بھی گم ہو سکتا ہے؟ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا

کُنۡتُمۡ ؕ (الحدید ۵۷:۴) وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی رہو! اس نظام میں سالک اس حدیث مصطفےٰ ﷺ کے مطابق رایت ربی بربی میں نے رب کو رب سے دیکھا کے مصداق غرقِ دیدار ہوجاتا ہے اور یہ راہ اہل قلب کو قلب ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ وَجَعَلْتُ فِی الْقَلْبِ طَرِیْقَ الْعَارِفِیْنَ یعنی میں نے عارفین کے دل میں راہ بنائی ہے۔

جاننا چاہیے ان تمام مراتب کی کنجی شہ رگ سے قریب نورِ ذات ہے جب تک مرید کو یہ کنجی حاصل نہیں ہوتی ہر محنت بے سود اور بے کار ہے۔

حاصل عشق سخن بیش نیست
سوختم و سوختم و سوختم

لافاعل فی الوجود الَّا اللّٰہ ولانافع ولاضار الاھو یعنی اللہ کے سوا کائنات میں نہ کوئی فاعل ہے نہ نفع پہنچانے والا ہے نہ نقصان پہنچانے والا ہے۔ کا عظیم راز بارگاہِ صمدیت سے طالب پر اس وقت فاش ہوتا ہے جب کہ مراقبۂ ذات میں ہوتا ہے۔

مراقبہ کیا ہے؟: اے طالبِ صادق جب تک تو من عرف نفسه کو سمجھ کر اپنی ذات کا پتہ حاصل نہیں کر لیتا سب کچھ لاحاصل ہے ورنہ مراقبہ بس اک رازِ الٰہی ہے راز ہی رہ جائے گا۔ تو اگر صاحبِ عقل سلیم ہے :من عرف نفسه کے راز کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے پہچان! وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ (ق ۵۰:۱۶) وہ تیری گردن شہ رگ سے بھی قریب ہے نہیں سمجھا؟ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (الذّریٰت ۵۱:۲۱) وہ تمہاری جانوں میں ہے



تم دیکھتے کیوں نہیں؟ اے میری جان سے عزیز طالب پہچان کہ تیری ذات تیرے تن میں بادشاہ ہے اور تیرا تن ایک ملک ہے اور اس ملک میں وہ چور گھس آیا ہے جسے نفس کہتے ہیں اس ظالم وسفاک نے تیری ذات کے بادشاہ کو محکوم بنالیا ہے اور وہ اس لئے کہ ایک سلطنت میں دو سلطان نہیں رہ سکتے۔

غور کر تیرے تن کے ملک میں تیری ذات کا بادشاہ کس قدر مجبور اور محبوس ہے "نورِ ذات" کی تلوار اٹھا دشمن کو قتل کر دے یا مقید کر لے کہ یہ اچھا غلام ہے قتل الموذی قَبلَ الْاِیذاء۔ موذی کو ایذا دینے سے پہلے قتل کر۔

فهم من فهم جهل من جهل: جاننا چاہیے کہ مراقبہ اللہ کا ایک راز ہے، اس راز کو کس کی مجال ہے کہ فاش کرے کیونکہ یہ راز۔ راز نماز حرا ہے۔ من شرّح اسرار الرّبوبية فقد كفر: جس نے ربوبیت کے اسرار کو فاش کیا اس نے کفر کیا۔

اے بندۂ خدا! تیرا وجود دودھ کی مانند ہے خود میں طلب کا جاگ لگا وہی ہوگا! دہی میں تخلقوا باَخلاقِ اللّٰہِ "اللہ کے اخلاق یعنی صفات کو پیدا کرو" اور اخلاق کی مدانی کو "نورِ ذات" کی پوری قوت سے چلا، مکھن نکلے گا! مکھن کو اخلاص کی ہانڈی میں رکھ کر عشق خداوندی کی آگ جلا۔ گھی نمودار ہوگا اور گھی جب جمال خدا سے ذرا ٹھنڈا ہوجائے تو اے عزیز! گھی میں دیکھ کہ آئینے کے مانند چہرہ نظر آئے گا!

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
یا تو من شدی من تو شدی من تن شدی تو جاں شدی

یعنی یہ وہ مقام ہے کہ جہاں میں ''تو'' میں تبدیل ہوجاتا ہے تو ''میں'' میں بدل جاتا ہے اور ''میں'' تو کا معنٰی ایک ہوجاتا ہے! معاذ اللہ! اس کا معنٰی یہ ہرگز نہیں کہ بندہ خدا ہے یا خدا بندہ ہے ''وَجُودِکَ حِجابٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ'' تیرا وجود ہی تیرے اور تیرے رب کے درمیان پردہ ہے جب وجودِ بندہ درمیان سے ہٹ جاتا ہے تو صرف لاموجود الا اللہ کا نور رہ جاتا ہے۔

پوتھی سب تھوتھی بھی پنڈت بھیانہ کوئی
ڈھائی اکشر پریم کے پڑھے سو پنڈت ہوئی

مراقبہ کیا ہے؟............ اگر اب بھی نہیں سمجھا! تو آ کہ میں ذرا تفصیلاً بیان کرتا ہوں مگر اشارۃً! قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

(۱) اوّل ماخلق اللہ نوری (۲) اوّل ماخلق اللہ روحی
(۳) اوّل ماخلق اللہ عقلی (۴) اوّل ماخلق اللہ قَلَمِی

ان چاروں احادیث کریمہ صحیحہ میں سے کیا اول ہے؟ کیا آخر ہے؟ ایک عالم یا قاری کی عقل سمجھے تو کیا سمجھے؟

اے سعید! ان چاروں کی حقیقت واحدہ کو حقیقتِ محمدی ﷺ کہتے ہیں اور یہ چاروں حقیقتیں، حقیقتِ محمدی ﷺ کی تشریحات ہیں۔ سالکِ راہِ خدا جب تک اس حقیقت کو نہیں پاتا تب تک خود آشنا نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا حضرتِ انسان کو نور، روح، عقل اور علم و قلم عطا کئے گئے ہیں وہ کل نہیں کل کا جز ہیں اور جز سے کل کا پتہ اور حقیقت کا حاصل کرنا ہی مقصد حیاتِ ذاتِ



انسانی ہے اس راز سے حیاتِ ازلی روشن ہوجاتی ہے۔

وجودِ کائنات سے پہلے حضرت جبرئیل امین نے جس ستارے کو ملاحظہ کیا وہ ستّر ہزار سال کو ایک مرتبہ نمودار ہوتا اور ستّر ہزار سال غائب رہتا تھا اس راز کو سنکر سرورِ کونین احمد مجتبیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ستارہ میں تھا اور ایک سجدہ ستّر ہزار سال کا ادا کرتا تھا سبحان اللہ! ازلی سعید کے لئے کس قدر عجیب و غریب راز سجدہ ہے کہ جس سے مشاہدۂ خداوندی کا ثبوت ملتا ہے اور اسی مشاہدۂ خداوندی سے مراقبہ کی اصل کا پتہ چلتا ہے۔

جب مردِ خدا کو مشاہدۂ خداوندی حاصل ہوتا ہے تو ہر سجدہ پانچ سو سال کی میعاد کا ادا کرتا ہے اور مست ہوجاتا ہے۔ مذکورہ تمام مراتب کا حصول صرف اور صرف کلیدِ ''نورِ ذات'' سے حاصل ہوتا ہے۔

اے سالک یقین! میں نے تمام قدیم اصطلاحاتِ تصوف سے اعراض کرتے ہوئے مضامین کو صاف صاف قاری کے مزاج کے مطابق بیان کیا ہے ورنہ اعیانِ ثابتہ ہشیونات وتعیناتِ اول، دوم، عدم وغیر عدم جیسی اصطلاحاتِ کا کتابوں میں پڑھ کر مطلب و معنی حاصل کرتا آج کل دورِ حاضر کے قاری کے لئے دشوار ہوجاتا اور کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھتا۔

مراقبہ کیا ہے؟ اے طالب صادق كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ (الرحمٰن ۵۵:۲۶) ہر چیز فانی ہے! تو تو خود کو فانی تصور کر! اللہ کو باقی تسلیم کر! نفس ظالم کو فرماں بردار کرلے اگر انتہائی سفّاک وجابر ہے توقتل الموذی قبل الایذاء : موذی کو قتل کردے ایذاء پہنچانے سے پہلے۔ اے خوش بخت! کامل پیر سے

نورحاصل کر بند آنکھ کھل جائے گی اور اپنی ظاہری دونوں آنکھیں باز کی طرح بند کرکے الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۝ (النّاس:۱۱۴:۴-۶) والے دل سے نجات حاصل کر اورآئینہ قلبِ حقیقی کو وہاں ڈھونڈھ کہ جہاں تیری ذات کا نور ہے اور اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَ کُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ کے نوری سمندر سے آشنا ہو جا......

ارشادگرامی ہے: ہم نے کسی انسان میں دو دل نہیں رکھے اے طالب اللہ! کلب کو قلب مت سمجھ کہ قلبِ حقیقی اللہ جل وشانہٗ کا خالص نور اورعرشِ اعظم ہے۔آئینہ قلب جب بشری گردوغبار کی آلودگیوں سے پاک ہوجاتا ہے تو سمجھ لے کہ مراد حاصل ہوگئی۔

آوارگانِ عشق کا پوچھا جو میں نشاں
مشتِ غبار لے کے صبا نے اڑادیا

ارشادِباری تعالیٰ ہے: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ ۝ (الحجر۱۵:۹۹) آخردم تک اپنے رب کی عبادت کر یعنی اُس وقت تک اللہ ربِّ ذوالجلال کی عبادت کرکہ تیری حالت ''رأیتُ رَبّی فِیْ قَلْبِی ''میں نے اپنے رب کواپنے قلب میں دیکھا کا راز بیان کرنے لگے۔حضورغوث اعظم پیردستگیر رضی اللہ عنہ ارشادفرماتے ہیں''اَلمتوحّش عن غیر اللّٰہ والمستانس باللّٰہ'' غیراللہ سے احترازکراوراللہ سے اُنس کرتا کہ تجھے مرتبۂ انسان حاصل ہوجائے۔

اے اللہ کے بندے یہ مرتبہ کلیدِ نورِ ذات سے حاصل ہوتا ہے۔ارشاد باری ہے:'' ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ'' (المائدۃ۵:۵۴) یہ اللہ



تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے۔لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ (ابراہیم:۱۴:۷) اگرتم شکرگذار رہوتو میں نعمتوں میں اضافہ کردوں گا۔

چوں قطرہ غرقِ دریا شد چہ باشد
وجودِ قطرہ جز دریا نباشد

''یعنی جب قطرہ دریامیں غرق ہوتا ہے قطرہ قطرہ نہیں دریاہوجاتا ہے۔''

## قلب کیا ہے؟

معدن شادیست ایں معدنِ جودوکرم
قبلہ ماروئے یارو قبلہ ہر حرم

''خوشی کی کان ہے یہ کانِ جودوکرم ہے ہمارا قبلہ رخِ دوست ہے اورلوگوں کا قبلہ کعبہ ہے۔''

وماتوفیقی الاباللہ !اللہ کی توفیق سے جب سالک مقامِ قلب میں جاتا ہے تو اس کی حالت مذکورہ شعر کی مانند ہوجاتی ہے۔صاحب قلب خطراتِ شیطانی اوروسوسۂ خنّاسی سے آزادرہتا ہے۔صاحبِ قلب ذکرقلبی سے مشاہدۂ جمالِ خداوندی میں غرق ہوکر نفسِ ملہمہ سے الہام کا نورقبول کرتا ہے۔اورمقربِ بارگاہِ الٰہی ہوجاتا ہے۔زاہدان خشک نے سینے میں لٹکے ہوئے گوشت کے لوتھڑے کو قلب سمجھ رکھا ہے جب کہ قلبِ حقیقی نور معرفت سے پرنور اور مستِ الست ہے۔قلب وہ ہے کہ جس سے نورِتوحید

حاصل ہوتا ہے۔قلب وہ ہے جس سے نورِ فقر کی ابتداء ہوتی ہے اور لقاء کے نور کے بغیر ذکر وفکر سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔قلب وہ ہے جس کی زندگی سے نفس مرجاتا ہے اور سالک مقامِ فقر لازوال میں آجاتا ہے۔

## فقر کیا ہے؟

فقیر کے پاس فقر کے سوا کچھ نہ ہوا فقر کیا ہے؟ الفقر هو الله فقر الله ہے۔نبئ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلنِّهَايَةُ هِيَ الرُّجوع الى البدايةِ یعنی ابتدا کی طرف لوٹنا ہی انتہاء ہے یعنی فقر کی ابتداء ہی انتہاء کی طرف لوٹنا ہے فقر کیا ہے؟ یہ شمشیرِ حق ہے!

نشود نصیب دشمن کہ بشود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

''دشمن کو تیری تلوار نصیب نہ ہو اور جس پر تو تلوار
آزمائے دوستوں کے سر سلامت رہے۔''

## حصولِ قلب

''نورِ ذات'' کی شمشیر سے وجود کے چنگل کو شر وجہل سے پاک کر دینا چاہیے اور خطرات وساوس سے رہا ہو کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر اُس مقام سے کرنا چاہیے جہاں سے تقویت ایمان حاصل ہوتی ہے۔کس قدر افسوسناک، امر ہے کہ اے عاشق تو جان دینے کو تیار ہے مگر نام نہاد قصہّ خواں پیر کو اس کے حال کی خبر تک نہیں کہ وہ دوست کے فراق میں شب وروز بے چین ہے



اور صبر کی موت مر رہا ہے دوست آنکھوں سے دور بہت دور حجاب میں ہے یہ چاہتا ہے کہ خود کو گم کرے خدا کو ظاہر کرے۔ ہر دم عشق کے نشے میں مخمور ہونے کے باوجود عاشق کو اس کا دیدار میسر نہ آئے تو وہ کیا کرے؟ آنکھیں ہیں کہ منتظر ہیں دل ہے کہ دوست کا دیوانہ ہے مگر دوست اغیار کے پردوں میں جلوہ نما ہے اور......آنکھوں ہی آنکھوں میں جلوہ دکھاتا ہے تو دروست کا طالب خود کو جنم کا اندھا محسوس کرتا ہے۔اب اس بے قرار و بے چین دوستی کے طالب کو کیسے سکون میسر آئے کہ شاید تختۂ دار پر۔

حیرتناک بات یہ ہے کہ کچھ پیر وہم کو فہم تسلیم کر بیٹھے ہیں دل کو وہ دل سمجھ بیٹھے ہیں کہ جہاں خطرات وساوس کا ہجوم رہتا ہے اور جو سراسر پلیدی ہے۔اے طالب صادق جب فہم وہم کو جلا دیتا ہے تو کیا رہ جاتا ہے کہ بس تو جس طرف نظر کرے اللہ ہی اللہ ہے۔

اے مریدِ صادق تو کب تک نفس شیطان، دین ودنیا، کفر واسلام، خیر وشر، جنت ودوزخ، کے الجھیڑوں میں الجھا رہے گا تو ان سب کو ''لا'' کے دائرے میں قید کر کے عشق خداوندی کی آگ میں جلا کیوں نہیں دیتا؟ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو اپنے باطن میں سفر نہیں کرنا چاہتا اللہ اسے ظاہر کے سفر میں اُلجھا دیتا ہے۔

## مقامِ تقویتِ قلب

اے نیک بخت! یہ خالص اللہ جل شانہٗ کا راز ہے کہ جو ذکر سے نہیں

بلکہ فکر سے حاصل ہوتا ہے۔نہیں!نہیں!فکر وہ نہیں جس کو تو فہم سے فکر کو سمجھتا ہے فکر نفس کی فنا کو کہتے ہیں۔

غور کرنا چاہیے!اب نفس کو کس طرح فنا کیا جائے؟جب کہ نفس خود تنِ انسانی میں بادشاہ کی حیثیت سے مع اپنی افواج کے دربار سجائے ہوئے ہے اور تو تنہا اے طالب اللہ!اگر تجھے اس میدانِ کارزار میں اترنا ہے تو سامانِ جنگ،یا کم از کم جوانمردی کے ساتھ شمشیر حیدری کے ساتھ اُترنا ہوگا اور یہ شمشیر حیدری تجھے تیرا پیر کامل ہی عطا کر سکتا ہے اس لئے تجھ پر واجب ہے کہ پیر کی خوشنودی اور صحبت حاصل کرتا کہ وہ تجھ سے راضی ہو کر وہ تلوار عطا کر دے کہ جس سے تو مردِ غازی بن کر دشمنوں کا صفایا کر سکے اور ظالم نفس کو یا تو قتل کر سکے یا اپنا غلام ومحکوم بنا سکے۔

جب کہیں تجھے تقویتِ قلب حقیقی حاصل ہوگی اور یہ وہ قلب نہیں جس سے تیرا نفس تقویت حاصل کرتا ہے ارشادِ باری ہے ہم نے کسی انسان میں دو دل نہیں رکھے (فَهِمَ مَنْ فَهِمَ )جب سالک مقامِ قلب میں آتا ہے تو اس پر یہ راز فاش ہو جاتا ہے۔

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (النور ۲۴:۳۵) یعنی اللہ جل شانہٗ جسے پسند فرماتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے: **قال اللہ تعالیٰ** سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ (حم السجدۃ ۴۱:۵۳) ہم حادث نفسوں میں اپنی نشانیاں دکھلائیں گے!یعنی معرفتِ ذاتِ انسانی سے معرفت ذاتِ حق کی معراج حاصل ہوگی۔



وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (الذّریٰت ۵۱:۲۱) اور وہ تمہاری جانوں میں ہے تم دیکھتے کیوں نہیں؟ کا عقدہ حل ہوگا!

**حاصل بحث:** اے سعید وصادق!اب تک کی مکمل بحث کا حاصل کیا ہے؟ زیر بحث آئے اسرار کو آخر کیسے سمجھا جائے؟ایک پیر سے مرید کو کیا حاصل کرنا چاہیے؟اور کیا نہیں؟ایک پیر کامل مرید صادق کو کیا عطا کرتا ہے اور کیا نہیں؟ ان تمام سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل بحث واشارات میں تلاش کرنا چاہیے۔

اے طالب اللہ! تو ملت ابراہیم رکھتا ہے تو تجھے چاہیے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح نمازِ عشق کی نیت باندھنی ہوگی!یعنی اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (الانعام ۶:۷۹) میں اپنا رخ اس ذاتِ حق کی طرف کر چکا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا!جب قوم نے آپ سے پوچھا کس طرف متوجہ ہو تو آپ نے جواب دیا! وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿۷۹﴾ (الشعراء ۲۶:۷۹) اس رب کی طرف جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے!

اس قولِ برگزیدہ میں ھو کیا ہے؟اس اسم اشارہ ہے یہی اسم ھو ہے جس کا کمال حاصل کرنے کے لئے عالم موجودات کی ہر چیز کوشاں ہے مگر کمالِ ھو کی خلعت سے اگر کوئی سرفراز ہو سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف حضرت انسان ہے کیونکہ کمال صرف ذات حقہ کا خاصہ ہے اور انسان ذاتِ حقہ کا آئینہ ہے **الانسان مرأۃ الرّب** یعنی انسان اللہ کا آئینہ ہے۔

راحتِ دلہا است دیدن سوئے تو
فرحت جانہا است جاناں روئے تو
گر دِکویت اہل دل گرداں مدام
خانۂ اہل دلاں شد کوئے تو

ترجمہ: تیرا دیدار راحتِ دل کا سبب ہے، تیرا چہرہ عاشقوں کیلئے رحمتِ جان ہے، عاشق تیرے کوچہ میں سدا سرگرداں ہیں اور تیرا کوچہ ہی جیسے عاشقوں کا گھر ہے۔

## اِسم ھوکیا ہے؟

ھُوَ اسم اشارہ بھی نہیں کیونکہ ''اشارۃ'' کیلئے تین وجودات کا تصور ضروری ہے (۱) اشارہ (۲) مشارٌ الیہ (۳) مشیر (اشارہ کرنے والا) اس طرح کے اشارے سے عقیدۂ تثلیث کو تقویت ملتی ہے اور یہ توحید کے خلاف ہے اس لئے اس کی طرف اشارہ کرنا شرک ہے۔

آں راکہ بسوئے تو اشارت باشد
از معنی عزتت عبارت شد
با مایۂ بسیار زسودِ توحید
بے چارہ ہمیشہ درخسارت باشد

جو تیری طرف اشارہ کرتا ہے خواہ تیری بزرگی ہی مراد ہو تب بھی وہ توحید کی دولت سے محروم رہا۔

صاحب ''طوالع شموس رحمۃ اللہ علیہ'' نے ھُو کے راز کو کس قدر با معنیٰ دلکش



بیان فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیے: ''اسم ھو ''اسم اشارہ ہے اشارہ جن اشیاء کے ساتھ کیا جاتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اشارہ تین اقسام پر ہے

(۱) اشارہ حسّی۔

(۲) اشارہ وہمی جو موہومات کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۳) اشارہ عقلی جو معقولات کے ساتھ ہوتا ہے اور توحید ان تینوں طرح کے اشارات سے پاک ومنزہ ہے ایسی صورت میں اس کی طرف اشارہ کرنا شرک نہیں تو اور کیا ہے؟ اشارہ کو اگر دو اقسام میں تقسیم کیا جائے تو اشارہ یا تو غائب کی طرف کیا جاتا ہے یا حاضر کی طرف، اب بتاؤ کہ اللہ کو کیا سمجھ کر اشارہ کیا جائے؟ غائب یا حاضر؟ اگر غائب سمجھ کر اشارہ کرتے ہو تو یہ عقلاً اور نقلاً ہرگز جائز نہیں کیونکہ غائب کی غیبت حرام ہے۔ یہی قول حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اگر اللہ کو غائب سمجھ کر یاد کرتے ہو تو حاضر کے مشاہدے کے بعد ذکر کرنا شرک ہے۔

غور کرنا چاہیے اگر اللہ کو حاضر سمجھ کر اشارہ کرتے ہو تو حاضر کا نظر آنا ضروری ہے اور اللہ جل شانہٗ کی شان یہ ہے: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ (الانعام ۶:۱۰۳) یعنی اللہ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا نہیں جاسکتا بلکہ وہی ہم کو قوت اور بینائی عطا فرماتا ہے وہی ہم کو دکھاتا ہے۔ لہٰذا اس کی طرف اشارہ کرنا قلبی غفلت سے تعبیر کیا جائے گا اور جس دل پر لاالہ الااللہ کی تجلیات وارد ہوتی ہیں وہ علم اور عقل کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے جب دل سے اس کی یاد محو ہو جاتی ہے تو زبانی ذکر کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی اس لئے کہ اکثر دل

ناشناس انسان اس راہ میں ہلاک ہوجاتے ہیں۔

کسے سرّش نمی داند زباں درکش زباں درکش

''اس کے اسرار کو کوئی نہیں جانتا اس لئے خموشی افضل ہے۔''

اے سعید ازل! خموشی سے خود فراموشی حاصل ہوتی ہے کہ اپنی ذات کو بھول جانا ہی اس راہ کا کمال ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ (الکہف ۱۸:۲۴)

''یعنی اپنی ذات کو بھول اور خدا کی یاد کر''

خو جاننا چاہیے ''اسم ھُوَ'' ایک حرف ہے اور پیش کو کھینچنے سے واؤ پیدا ہوتی ہے۔ اک حرف ''ھُوَ'' کیا ہے؟ وحدت مسمیٰ کی دلیل ہے اس طرح کا کوئی اور حرف بھی اس کا شریک نہیں! ذاتِ وحدہٗ لاشریک کا اسم ''ھُوَ'' بھی یکتا و یگانہ ہے کہ جس سے بے انتہا اسرار کے انوار پیدا ہوتے ہیں۔ حرف ''ھ'' جب الف سے ملتا ہے ''ھا'' محبوب کی ندا کے لئے مضاف بن جاتا ہے۔ ''ھا'' وہ حرف ندا ہے جو محبوب سے محبّ کی طرف ہوتی ہے۔

جب عاشق ذکر قلبی میں مشغول ہوتا ہے ہر طرف سے وصول کی ہوائیں چلتی ہیں تو بے ساختہ دل سے اسم ''ھُوَ'' نکل جاتا ہے اور جب عالَم عشق میں ذوق وشوق کا دونوں طرف غلبہ ہوتا ہے تو ''ہائے'' اور ''ھُوَ'' کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔

آنجا کہ زعشق یار بوئے باشد

لابد باشد کہ گفتگوئے باشد



وآنجا کہ زشوق جستجوئے باشد

بے شبہ زہر دو ہائے ہوئے باشد

یعنی جس میں یار کی خوشبو ہوگی اس کی گفتگو بھی ہوگی

جہاں شوق کی جستجو ہوگی وہاں دونوں طرف ''ہائے''

اور ''ھو'' ہوگی۔

اے نیک بخت! اسم ھُوَ ذات ازلی ہست لم یزلی کی طرف اشارہ ہے کہ جو جامع جمعیتِ صفات کمالیہ ہے اور ہر طرح کے نقص وعیب سے پاک ہے۔ ''الآن کما کان'' پہلے جیسا تھا آج بھی ویسا ہی ہے۔ اس کے ازلی ہونے کی نہ ابتدا ہے نہ ابدی ہونے کی انتہا! اسم ''ھُوَ'' ہی وہ پہلا علم اور حرف ہے جو ذات ''ھُوَ'' کے تمام غیبی ولاریبی اسرار کے ساتھ معرضِ وجود میں آیا ہے کہ جس کا راز سورۂ اخلاص میں ھُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اخلاص ۱۱۲:۱) ہے۔ اسم ھو وہ اشارہ ہے کہ جس کے انوار وتجلیات سے ذات ھُوَ کے باطنی اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ جب اسم ھو حرف اشارہ تھا کہ مشارٌ الیہ (جس کی طرف اشارہ کیا جاتا) کو بیان کی وضاحت کے لئے نام ''اللّٰہ'' مخصوصہ کو لگا کر ''ھواللّٰہ'' ہوگیا! خاص خاص اور متبرک ارواح پر جب ''ھُوَاللّٰهُ'' کے انوار برستے ہیں تو نورِ عقل انسانی مغلوب ہوجاتا ہے۔ اس وقت بیان کی وضاحت کیلئے اسم ''احـــد'' کو ظاہر فرمادیا تاکہ طالبانِ تحقیق کے دلوں پر احدیت کے انوار ظاہر ہوسکیں اور انوارِ احدیت سے جب طالب تحقیق کی اَنَا جل کر خاکستر ہوجاتی ہے تو اور وضاحت کیلئے اسم صمد کا اعلان فرمایا یعنی جب

اولیاء اللہ پر انوار صمدیت کی تجلیات وارد ہوتی ہیں تو تمام علوم رسم ورسوم فنا ہوجاتے ہیں مزید وضاحت کے لئے لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ (الاخلاص ۱۱۲: ۳-۴) فرمایا یعنی اللہ جل شانہٗ کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ اس کا باپ ہے نہ کوئی ہمسر وہم پایا ہے۔

تمام صفات کی تجلیات نے مخلوق کو حصارِ عبودیت میں لے کر بارگاہِ الٰہی میں پہنچا دیا، تو سب کی نظر ابتدا پر پڑی تو سب نے ''ہ'' کا دائرہ دیکھا جب سب کو گھیرے ہوئے تھا!

تو مخلوق نے کہا کہ ''اسم ھوٗ'' ہی اسم اعظم ہے اور یہی ام الاسماء ہے اسم ھوٗ ''ہ'' اللہ جل شانہٗ کے جلال کے خطاب کا راز ہے۔

اسم ھو (ہ) کے ذاکر کا قلب نور ہو جاتا ہے اور اس کی بصارت کو تمام اسرار کی خبر ہوجاتی ہے۔ غلبۂ ہویت سے بظاہر وہ حیران و پریشان رہتا ہے مگر سرزمین عشق پر اس سرگرداں کو خود کی خبر ہوتی ہے نہ خلق کا علم ہوتا ہے۔ اس وقت عاشق حاضر و غائب کی حدود سے رہا ہو کر اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ھو! ھو! سرّھو! ھو الحق! ھو الحق! جب نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ ﷺ اس مقام پر آتے تو اس طرح دعا فرمایا کرتے:

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ فِیۡ قَلۡبِیۡ نُوۡرًا وَفِیۡ بَصرِیۡ نُوۡرًا وَفِیۡ سَمۡعِیۡ نُوۡرًا وَفِیۡ فوقی نُوۡرًا وَفِیۡ تَحۡتِیۡ نُوۡرًا وَفِیۡ اَمَامِیۡ نُوۡرٍ وَفِیۡ خَلۡفِیۡ نُوۡرًا وَاجۡعَلۡنِیۡ نُوۡرًا فِیۡ نُوۡرًا۔

یعنی اے اللہ! میرے دل میں نور کردے میری



آنکھوں کو نور عطا فرما، میرے کانوں کو نور دے،
میرے اوپر نیچے آگے پیچھے نور ہی نور عطا کر! مجھے تمام
نور بنادے۔

اے نیک بخت سالک! یہ تمام معاملات عالم شہود میں پیش آتے ہیں: مصرعہ سرتا پا ایم فدائے سرتا پایت
یعنی ''میرا سراپا تیرے وجودِ پاک پہ قربان ہے۔''

اس مقام میں ''مـــا رٰانی'' مجھے کوئی دیکھ نہیں سکتا کا عقدہ کھل جاتا ہے۔ اور یہ مقام ''اسم ھُوَ'' کے کمال و جمال سے ازلی سعید کو حاصل ہوتا ہے۔ ''اسم ھُوَ'' ہر مخرج و کیفیت سے مبرہ و پاک ہے! ''اسم ھوٗ'' ہر ابتدا و انتہا سے پاک ہے۔ دائرہ ''ہ'' جب دوسرے دائرہ ''ہ'' سے مل جاتا ہے تو اللہ جل شانہٗ کی ہویت کا راز بن جاتا ہے۔ یہ راز صاحبِ راز سے اس وقت تک کھلتا رہتا ہے کہ جب تک ''ھُوَ'' کا ظاہر و باطن ظاہر نہ ہوجائے۔

دائرہ ''(ہ)'' کو بغور دیکھیں تو ''(ہ)'' کی ہر جز میں لاتعداد دائرے (ہ) بنانے کی صلاحیت موجود ہے۔ ''ہ'' وہ ہے جس کی ابتدا و انتہا کو عقل پا نہیں سکتی۔ مگر ''اسم ھُوَ'' ابتدا و انتہا ازل و ابد، جمال اور جلال، حسن اور عشق کا خلاصہ ظاہر کرتا ہے۔ ''ہ'' کا دائرہ اپنے رمز و معنیٰ کے اعتبار سے اوّل سے آخر ہے ظاہر ہے اور باطن بھی ہے!

اسم ھو کیا ہے؟ عین اِسم بامسمّٰی ہے۔ اسم ھو انسان کی ظاہری و باطنی حیات کا سرچشمہ ہے۔

آں حلقہ کہ اول است وآخر
وآں نقطہ کہ باطن است وظاہر
''یعنی وہ حلقہ جو اول وآخر ہے وہ نقطہ جو ظاہر وباطن
ہے اگر تم اسے دیکھنا چاہتے ہو تو ''ھُوَ'' کے حلقہ کو
دیکھ لو۔''

اے عزیز! جس طرح اسم ''ھُوَ'' ہمارے ساتھ ہے اسی طرح اللہ جل شانہٗ ابتدا سے انتہا تک ہمارے ساتھ رہے گا۔ ''ھُوَ'' کا دائرہ ایک طرف تو باطن میں ذات ''ھُوَ'' کی طرف رہبری کرتا ہے اور ظاہر میں صفات واسماءِ الٰہی کا دفتر بن جاتا ہے اور جس کے گواہ علم وعقل ہیں ''اسم ھُوَ'' وہ ہے جو حلق سے نکلتا ہے مگر حلق کو چھوتا تک نہیں بالکل اسی طرح ذاکر ''ھُوَ'' کو چاہیے کہ دنیا میں رہ کر دنیا سے اچھوتا رہے یعنی دنیوی اور ظاہری تعلقات سے آزاد رہے۔ ''اسم ھُوَ'' کی خصوصیت دیکھئے کہ عربی زبان کے لحاظ سے کوئی بھی اسم کو متعین کرنے کے لئے کم از کم دو حرفوں کا اشتراک ضروری ہے مگر یہ ایک حرفی ''اسم ھُوَ'' اللہ جل شانہٗ کی فردانیت پر گواہ اور شایانِ شان ہے۔ ازلی سعید طالب اللہ جب اس ایک حرفی ''اسم ھُوَ'' مقدسہ کے توسّل سے راہِ سلوک میں قدم رکھتا ہے تو اس اسم مقدسہ کی آتشِ جلال میں غسل یاب ہو کر اسم میں جسم کو غائب کر کے راز کی صورت میں اسم ''ھُوَ'' سے نکل کر عین محبوب کے دیدار میں محو ہو جاتا ہے۔ یعنی اسم اگر حرف سے ہے تو حرف اور معنی کی قید سے خود کو آزاد کر کے فرد بن جاتا ہے اور حرف سے مراد اگر وصلِ



محبوب ہے تو حرف سے صرفِ نظر کر کے محبوب کے غیر پر نظر بھی نہیں کرتا۔

اے ازلی سعید! ہمارا مقصد ہرگز یہ بیان کرنا نہیں کہ اسم اور مسمّٰی دو الگ الگ وجودات ہیں بلکہ اسم مسمّٰی کا مظہر اور مسمّٰی اسم کی ذات ہے۔ (اس راز کو مرشدِ کامل سے سمجھنا چاہیے۔ ''اسم ھُوَ'' وہ ہے جو انسان کی جان سے نکل کر راہِ راست عالم اعلیٰ وبالا کی طرف آن کی آن میں چلا جاتا ہے اور جب آتا ہے تو علوم مخفیہ اور اسرار خفیہ کے دفاتر کے ساتھ عالم دنیا پر نازل ہوتا ہے۔ یہ عروج، یہ نزول کیا ہے؟ یہ مخزنِ جان کیا ہے؟ جب تک پیر کامل ان عقد ہائے سربستہ کو نہیں کھولتا خواہ سالک برسوں ریاضت میں سر ٹکرائے کچھ بھی نہیں حاصل ہو سکتا! اور اگر کوئی خود کو پیر کہتا ہے ان اسرار سے ناواقف ہے تو نرا جاہل اور مادر زاد اندھا ہے! اندھا دیکھے تو کیا دیکھے؟ دکھائے تو کیا دکھائے؟ وَ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ (بنی اسرائیل ۱۷:۷۲) یعنی جو دنیا کا اندھا ہے، وہ آخرت کا اندھا ہے اور راہ سے بھٹکا ہوا ہے۔ ''اسم ھُوَ'' وہ ہے جو ہر قسم کے تغیر وتبدل سے پاک ہے اسی طرح اس کا مسمّٰی بھی زمان ومکان صورت وشباہت، علم وعقل، زبان وبیان، گنتی اعداد وشمار کی ہر قید سے مبرہ و پاک ہے اس راز کو صرف اور صرف کامل مرشد ہی سمجھ اور سمجھا سکتا ہے۔ ورنہ گمراہی کا شدید خطرہ رہتا ہے۔

''اسم ھُوَ'' اسم اشارہ ہے جو مشارٌ الیہ کی جانب ہے! عارفین وصادقین کے نزدیک عشق کا معنٰی ذات کے تعلق سے ہے صفات کے تعلق سے نہیں! کیونکہ وجودِ ذات! صفات پر مقدم واعلیٰ ہے وہ بھی اس انداز سے کہ صفات

اور ذات میں دوئی کا شائبہ تک نہیں پیدا ہو سکتا بلکہ ذات وصفات کا قدیم ہونا وحدت ہی کا ثبوت ہے اور اسرارِ توحید میں جب اضافتیں ساقط ہو جاتی ہیں تو عاشق عشق اور معشوق ایک راز بن جاتے ہیں۔

اے طالب اللہ! ''اسم ھُوَ'' ''اِسم ذاتِ مطلق'' ہے اور کسی شئی سے مشتق نہیں یعنی مشتق وہ ہوتا ہے جو غیر کے اشتراک سے ہو...... اگر ''اسم ھُوَ'' کسی سے مشتق ہوتا تو وحدت کی اساس کس چیز پر دیکھی جاتی؟ تمام صوفیانِ کرام متفق ہیں اس بات پر کہ اسم اعظم ''ھُوَ'' ہی ہے اور جیسے ہوا اور خوشبو ذَالِکَ رَمْزٌ لَطِیْفٌ!

فردِ مطلق کسے کہتے ہیں؟ فردِ مطلق وہ ہوتا ہے جس کی صفت کسی غیر شئی کے ذریعہ بیان کرنا ممکن نہ ہو اور مسلمہ قاعدہ ہے ہر شئی اپنی صفت ہی کی وجہ سے دوسری اشیاء سے مختلف وممتاز ہوتی ہے موصوف اپنی صفت سے بے نیاز ہوتا ہے مگر صفت موصوف کی محتاج ہوتی ہے۔

خلاصۂ تقریر یہ ہے کہ کسی عین ذات سے ذات کے صفات بیان کرنا محال ہے کیونکہ بیان کی وضاحت کے لئے صفات کا استعمال لازمی ہے اور یاد رہے کہ اس امر میں کثرت لازم آتی ہے اور کثرت وحدت کے منافی ہے اس راز کو پیر کامل سے سمجھنا چاہیے۔

اے عزیز! تمام کے تمام اسماء مشتقہ یا صفات الٰہیہ اُس ذاتِ مطلق کی تشریح تو کر سکتے ہیں مگر معرفتِ ذات میں اگر کوئی رہبر ہے تو وہ صرف ''اسم اعظم ''ھُوَ'' ہی ہے جو فردانیت میں فردِ مطلق سے مراد دلاتا ہے۔ اللہ



جل شانہٗ کی شان بے نیاز یعنی صمدٌ کا راز اسم ھُوَ ہے۔

اے عزیز! کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں الا اللّٰہ پر غور کر کہ شاید یہ غامض مضمون تیری سمجھ میں آ جائے یاد رکھنا چاہیے کہ تمام کے تمام مقدس اسماء مشتقہ ''اسم ھُوَ'' کے صفات کو ثابت کرتے ہیں اور صفات اضافت کا ثبوت ہے مگر قاعدۂ کلیہ ہے کہ توحید تمام اضافتوں کو ختم کر دیتی ہے ''اسم ھُوَ'' ان حضرات کا مقدر ہے جو ازلی سعید ہیں جن کو نفسِ مطمئنہ کا حصول ہوتا ہے یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو ھُوَ کے انوار احدیت میں جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔

اے طالب اللہ! ''اسم ھُوَ'' کا ذاکر بن ''اسم ھُوَ'' میں خود کو غائب کر ''اسم ھُوَ'' وہ ہے جس سے رازِ بار امانت کا عقدہ کھلتا ہے۔ اسم ھو وہ ہے جو اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرہ ۲:۳۰) کا منصب دلاتا ہے ''اسم ھُوَ'' وہ ہے جس کی جلالت وہیبت سے فرشتے، زمین اور آسمان کانپ جاتے ہیں ''اسم ھُوَ'' جس کی ایک تجلی سے پہاڑ جل کر سرمہ بن جاتے ہیں ''اسم ھُوَ'' کے اٹھانے کی جرأت کسی مخلوق نے نہ کی سوائے حضرتِ انسان کے ''اسم ھُوَ'' وہ نور ہے جس کے انوار سے قلبِ مردِ مومن عرش اللہ بن جاتا ہے ''اسم ھُوَ'' اگر ظاہر ہو جائے تو قرآن کا نور بن جاتا ہے۔ اسم ھو اگر باطن ہو جائے تو عرش و کرسی لوح وقلم کا راز بن جاتا ہے۔ اسم ھو اگر جاری ہو جائے تو اسم اعظم بن جاتا ہے! ''اسم ھُوَ'' مقام جلال میں ٹھہر جائے تو العشق ھُو النار بن جاتا ہے۔ اے ذاکر ''اسم ھُوَ'' جب تیرا محبوب ہے اور بے نشان ہے تو تو بھی ''ھُوَ'' میں کیوں بے نشان نہیں ہو جاتا تا کہ تو پھول

کی خوشبو کی طرح پھول کے ظاہر و باطن میں رقص کر سکے۔

''اسم ھُوَ'' وہ مقام ہے کہ جہاں پہنچ کر بندہ کا ہر کام ختم ہو جاتا ہے بلکہ بندہ خود ہر اضافت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے اور ''ھُو الحق'' کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا اور بندہ جب اس مقام میں آتا ہے تو ''اَنَا'' ہی کہے گا یا انا الحق کہے گا اب اس مقام میں وہی آئے گا جو انا الحق کہنے کے لائق ہو ورنہ شریعتِ مطہرہ میں واپس چلا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ **نعوذ باللّٰہ منہ!**

بعض صوفیانِ کرام کے نزدیک ''من عرف'' کا معنی یہ ہے کہ اسم ھو کے علاوہ تمام اسماء کو بھول جانا چاہیے یا فردانیت میں فرد ہو جانا چاہیے۔ اے عزیز! اگر کوئی اس کو پہچانتا ہے تو بے چوں بے چگونہ پہچانتا ہے با چوں نہیں اور بے چوں کی طرف اشارہ کرنا کیسے ممکن ہے؟ اور یہ بے چوں کیا ہے؟ بے چوں گم گشتگی ہے اور یہ عظیم راز ہے جو صرف مرشد کامل سے حل ہو سکتا ہے۔

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف یعنی معرفت میں بہترین نسبت مراقبہ ہے! **فَهِمَ مَنْ فَهِمَ** ! یہ وہ تفصیلی گفتگو ہے کہ جس سے سَالک راہِ خدا کو مراقبہ میسر آتا ہے مگر کامل پیر کی رہبری اشد ضروری ہے ورنہ گمراہی کا احتمال رہتا ہے۔

اے طالب اللہ! ہم مجبور ہیں کہ اور زیادہ تذکرہ ''اسم ھُوَ'' سے عقل عاجز ہے اسرارِ ''اسم ھُوَ'' کو بیان کرنے کے لئے مجھے دل جلوں کی ضرورت



ہے اور اگر میں نے نادان جاہل سے گفتگو کی ہے تو محض وقت کی بربادی کے سوا اور کیا ہے؟ سمجھدار کے لئے یہ مضمون ام المضامین کا درجہ رکھتا ہے اور ناسمجھ کے لئے گدھے کا چارہ!

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: توحید میں بہترین نسبت مراقبہ ہے! عارف و معروف خود وہی ہے! جب علم محیط ہے تو معرفت بھی محیط ہے! پس بندہ کہاں اور خدا کہاں! بعض صوفیانِ کرام نے بھی کہا ہے کہ اس مقام میں خدا کجا بندہ کجا درحقیقت وہی ہے۔

اے طالب اللہ! غور کر کس مقام میں؟

☆☆☆

# طلب کیا ہے؟

اے طالب صادق پچھلے باب میں زیر بحث مقامات کو وہی پہنچ سکتا ہے جس میں ان تین صفات ازلیہ کا کمال پوشیدہ ہو۔

(۱) طلب (۲) اخلاق (۳) عشق

تو راہ نرفتی وترانہ نمودند
ورنہ کہ زد ایں در برونہ کشودند

جاں در رہ دوست یا راگر مئے خواہی
تو نیز چناں شوی کہ ایشاں بودند

ترجمہ: ''یعنی نہ تو راستہ کی طلب کیا نہ تجھے راستہ دکھایا
گیا ورنہ وہ کون ہے جو دستک دے اور دروازہ نہ کھلے اے
سالک اگر تو محبوب کی راہ میں جان قربان کرے گا تو تو اسی
کی مانند ہوجائے گا۔''

حدیث پاک میں ارشاد ہے: ''اِذَاتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَاللّٰهُ'' جب فقر تمام ہوجاتا ہے پس وہی اللہ ہے۔

طلب کیا ہے؟ طلب اللہ کی عطا کردہ توفیق ہے۔ وماتوفیقی اِلّابِاللّٰہ۔ اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ طلب ازلی سعادت کا نام



ہے۔ طلب وہ ازلی توفیق وجذبہ ہے جو ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط'' (الاعراف ۷:۱۷۲) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں کہ جواب میں تمام عالم ارواح میں ''بَلٰی'' بیشک تو ہی ہمارا رب ہے کی پہلی صدا گونجی اور یہ صدائے اول بلند کرنے والے تھے ہمارے آقا ومولیٰ نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ ﷺ صاحب اَنَا مِنْ نُوْرِاللّٰهِ تَعَالٰی وَكُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ ﷺ آپ کے اِقرار بَلٰی کے صدقے تمام عالم ارواح نے بَلٰی کہا! یہی وہ وعدہ بَلٰی کا اقراری جذبہ ہے جس کو لیکر امت محمدیہ ﷺ عالم وجود میں آئی ہے! بعض انسانوں کے اس جہان میں آتے ہی وہ تڑپ! وہ جذبات! مفقود ہوجاتے ہیں اور ان پر نفس غالب آجاتا ہے بعض امت محمدیہ ﷺ کے وہ انسان ہوتے ہیں کہ جن میں ازلی تڑپ اور جذبہ موجود ہوتا ہے اور وعدہ الست کو وفا کرنے کی تمنا لیکر اس عالم گیتی میں تشریف لاتے ہیں! یہ وہ خوش نصیب ہیں جن کے نفوس ان کے اپنے غلام ہوتے ہیں بلکہ یہ نفس پر سوار ہوتے ہیں! جاننا چاہیے کہ ازلی سعید صرف! وعدہ الست کو وفا کرنے کے لئے اس جہانِ فانی میں آئے ہیں اور وہیں لوٹ جاتے ہیں جہاں سے وہ آئے تھے۔ کل شئی یرجع اِلٰی اصلہ۔ ہر چیز اپنی اصل کی جانب لوٹ جاتی ہے (حدیث پاک) اِرشاد باری تعالیٰ: وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ج (البقرہ ۲:۴۰) ''تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا۔

صاحب وعدہ ازل ازلی سعید، باوقار امت محمدیہ ﷺ ہونے کی حیثیت سے ازلی طہارت سے طیب وطاہر اس جہان میں پاک پشتوں سے

گذر کر یا توفیق وطہارت کی چادر میں لپٹے ہوئے کسی بھی پشت سے گذر کر طیب وطاہر اس جہان میں تشریف لائے ہیں اور منشائے خداوندی کی تکمیل کے بعد لامکان کی طرف لوٹ جاتے ہیں! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے : مجھکو ایک کے بعد دوسرے ہر زمانے میں بنی آدم کے طیب وطاہر طبقوں میں، پشتوں میں منتقل کیا گیا حتی کہ میں موجودہ زمانے میں پیدا کیا گیا سبحان اللہ! صاحب انامن نور اللہ ''آپ نورِعین ہیں نور کی چادر میں محفوظ اس جہاں میں ہم غلاموں کی ہدایت کے لئے آئے تاکہ اللہ سے کیا ہوا ازلی وعدہ الست پورا کرسکیں جس طرح ہمارے آقا ومولا پاک پشتوں میں منتقل ہوکر اس جہان میں تشریف لائے اسی طرح آپ کے خاص الخاص غلامان بھی ہر عیب سے آزاد اس جہان میں پیدا کیئے گئے......

## وعدہ الست کیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقام نعمان میں عرفہ کے دن یعنی ایام حج کے نویں دن تمام ارواح سے عہد الست لیا گیا تھا اور تمام ارواح کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے نکال کر ذرات کی مانند منتشر کرکے اللہ جل شانہٗ نے فرمایا تھا ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط'' (الاعراف۷:۱۷۲) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اور جواب میں تمام ارواح نے ''بَلٰی'' یعنی بیشک تو ہمارا رب ہے کا اقرار کیا تھا۔ اے ذرّہ کی مانند روح رکھنے والے طالب اللہ کیا تجھے شعور نہیں



کہ ذرّہ بھر وعدہ وفا کرسکے۔

**حدیث** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور بعض گمراہ شیوخ جاننا چاہیے کہ بعض گمراہ اور گمرہ گر شیوخ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک پشتوں میں منتقل کیئے جانے کو دلیل بنا کر یا بعض ارواح کے ناپاک پشتوں میں انتقال کو پایۂ ثبوت تک پہنچا کر قوم ہنود کے عقیدہ پُنر جنم کو تقویت پہنچاتے ہیں ایسا عقیدہ رکھنا انتہائی خطرناک اور خلاف شریعت مطہرہ ہے۔ ہندو علماء کے نزدیک انسان کو چوراسی لاکھ یونیوں سے (جانوں سے) گذر کر لباسِ بشریت عطا ہوتا ہے نیز کہتے ہیں کہ انسان تو انسانی شکل میں آنے سے پہلے کیڑا، مکوڑا، سانپ بچھو، کتا، بلی، جانور گائے بیل بھینس وغیرہ چوراسی لاکھ یونیوں سے گذر کر آیا ہے اس اندھی عقیدت کے سلسلے کو ثابت کرنے کے لئے دلیل لاتے ہیں کہ انسان بذات خود کروڑوں جراثیم یا جانوں کی ایک دنیا ہیں اس کھانے پینے اور سانس لینے میں جو جراثیم داخل ہوتے ہیں دراصل وہ جراثیم نہیں وہ جانیں ہیں یعنی ارواح ہیں۔ اگر انسان حاجتِ ضروریہ سے فارغ ہوتا ہے تو نجاست میں جو جراثیم ہوتے ہیں یہ ان کو بھی وہی ارواح مانتے ہیں جو چوراسی کو یونیوں سے گذر کر یا گذرنے کے سفر میں مصروف ہیں کہ جن میں آگے چل کر اگر کوئی رُوح کامیاب ہوجائے تو وہ انسان کے جنم میں آجاتے ہیں حتی کہ ہم جو سبزیاں ترکاریاں یا اناج کھاتے ہیں ان میں بھی وہی ارواح ہوتے ہیں جو انسان کی نجاست کے ذریعہ کھاد میں تبدیل ہوتے ہیں اور کھاد کے ذریعہ سبزیوں میں پھلوں میں اناج کے غلے میں پرورش

پاتے ہیں اور وہی ارواح ہماری غذا کے ذریعے پھر ہمارے اندر یا جسم انسانی میں داخل ہوکر کوئی ایک روح (چوراسی لاکھ یونیوں سے گذری ہوئی) آخر کار انسان بننے میں یا انسانی شکل اختیار کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے ورنہ ناکامی کی صورت میں پھر نجاست میں ڈھل کر مچھر مکھیاں یا کیڑے مکوڑے کی یونیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں نعوذ باللہ! کس قدر خطرناک عقیدہ ہے، کس قدر بھیانک ہے یہ پُنر جنم کا کھیل اللہ محفوظ فرمائے اہل تناسخ کے اس گمراہ عقیدے سے۔ اس کو انسان کی جہالت کہیں؟ یا انسان کا عقلی مذاق۔

کیا عقیدۂ تناسخ یا پُنر جنم کو ویدوں سے ثابت کیا جا سکتا ہے ہر گز نہیں! کیونکہ چاروں ویدوں میں تو حیات بعد الموت کے تعلق سے انسان کے ایک بار مرنے کے بعد دوسری دائمی حیات کا ذکر ملتا ہے اور وہ حیات یا تو سرگی ہوگی یا نرگی خصوصاً رِگ وید میں مثالیں بھی حمد وثنا کے ساتھ بیان کی گئی ہیں یعنی علم حمد وثناء پر عمل کرنے والا سرگی ہے اور اس کے خلاف کرنے والا نرگی ہے اگر چوراسی لاکھ یونیوں سے گذرنا ہوتا تو پھر ویدوں میں جنت وجہنم کا ذکر ہی کیوں آتا؟ یا پرلوک یعنی آخرت کا ذکر کیوں آتا؟ پنر جنم اس لفظ پر غور کریں تو یہ لفظ ہی پنر جنم کی تردید کرتا نظر آتا ہے پُنر جنم یعنی ایک جنم کے بعد دوسرا جنم میں پھر تیسرا، چوتھا، پانچواں، چھٹا اگر ہے تو اسے پنر جنم نہیں کہتے پُنہہ یا بار بار جنم کہتے۔ پنر جنم کیوں کہتے؟ پُنر جنم کا تو صاف صاف معنی یہ ہے کہ ایک کے بعد صرف دوسرا جنم نہ کہ چوراسی لاکھ جنم۔

ویدوں میں جو دوسرے جنم کا ذکر آتا ہے وہ اسی دوسری دائمی حیات



پر مشتمل ہے نہ کہ بار بار یونیوں سے گذرنا! پنر جنم کے لئے ویدوں میں ایک اور اصطلاح استعمال کی گئی ہے! وہ ہے ''پرتیہ بھاؤ''، یعنی اس دنیا سے جا کر دوسری دنیا میں دوبارہ پیدا ہونا!

عقیدہ پُنر جنم یا عقیدۂ تناسخ کا بانی ہندو رشی چھاندوگیہ نے پتہ نہیں کیا سوچ کر اس خطرناک عقیدے کو ہندو دھرم کی بنیاد بنا کر ویدوں کے حقیقی نظریات کو ''کچھ'' کا ''کچھ'' بنا کر رکھ ڈالا! اور ویدوں کی تمام تر تفاسیر کو اس عقیدے کی تشریح کا وہ واحد ذریعہ بنا ڈالا کہ جس سے اس کے نظریۂ پُنر جنم کی بھرپور تبلیغ ہو سکے۔

## وید اور دوسری دنیا یعنی آخرت کا تصور

اگنی دیو جسے کہا گیا ہے یہ وہ آگ نہیں بلکہ پرکاش ہے پرکاش کا معنی نور ہے۔ رِگ وید میں آتا ہے ''اے اگنی! اپنی نجات دلانے والی قوتوں سے ''پُنّ لوک''، یعنی ''نیکیوں کی دنیا'' (جزائے خیر کی دنیا) عطا فرما یہاں اَگنی سے مراد انسانی دنیا کی آگ نہیں بلکہ نورِ محمدی ﷺ ہے آپ سے امداد طلب کی جا رہی ہے کہ ہماری شفاعت فرمایئے تاکہ ہمارا حشر نیکوں یا نیک لوگوں کے ساتھ ہو نیز رِگ وید میں آتا ہے ''اے اَگنی! اس مردہ متّشیہ کو دوسری بار زندگی ملے گی نہ کہ بار بار''۔

جس انسان کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے اس کے تعلق سے رگ وید میں جنت کی تشریح مندرجہ ذیل الفاظ میں کی گئی ہے ملاحظہ کیجئے اگر تم صداقت رکھتے ہو تو تم......اس مقام کو دیکھنا جو حدِ نظر تک وسیع ہے یعنی جنت ہے پھر

وید کہتا ہے تم دونوں زوج اور زوجہ میرے سامنے باادب ٹھہر جاؤ کیونکہ وفادار اس جنت میں پہنچ جاتے ہیں۔ اہل عرفان کے تعلق سے اتھروید کی یہ تحریر قابل دیدنی ہے یعنی اتھروید کہتا ہے...... جو صاحب علم ہیں وہ اوزوں سے پہلے حیات بخش سانس کے ذریعہ اپنے اس جسم سے نکل کر آسمان میں پہنچ جاتے ہیں اور اپنے تمام ساتھیوں (عالمِ ارواح) کے ساتھ رہتے ہیں اور یہ وہ راستے ہیں جن پر فرشتوں نے سفر کیا تھا! ان راستوں کو طے کر کے وہ جنت میں پہنچ جاتے ہیں۔

نیز اتھروید گواہی دیتا ہے کہ ''شہد'' اور ''مکھن'' کے کناروں والی دودھ کی نہریں'' ہیں جو'' شراب'' دودھ اور پانی سے بھری ہوئی ہیں لذتِ مٹھاس بے انتہا ہوگی اور چشمے جنت میں تجھے میسر آئیں گے اور کنول کے پھول سے سجی ہوئی نہریں جھیلیں عطا کی جائیں گی اس طرح جہنم کا تصور ویدوں میں بالکل واضح بیان کیا گیا ہے۔ شریمد بھاگوت پران کہتا ہے کہ دوزخ وہ ہے جہاں پاپی کو آگ سے بھڑکتی ہوئی لکڑیوں میں جلایا جائے گا، کبھی خود سے کبھی اوروں سے کٹوا کر اُسے اپنا ہی گوشت کھلایا جائے گا، موت کی دنیا کے کتے اور گدھ وہاں اس کی (پاپی کی) آنتیں نوچ لیں گے، سانپ بچھو جیسے موذی جانوروں سے دوزخی کو اذیت پہنچائی جائے گی نیز شری مد بھاگوت پران کہتا ہے: تمس اور رو رو نافی جہنموں میں پاپی جسموں کو کاٹ کر ٹکڑے کئے جاتے ہیں نیز ہاتھیوں سے چروا کر ٹکڑے ٹکڑے کئے جاتے ہیں، پہاڑوں کی بلندیوں سے نیچے پھینک دیا جاتا ہے



اور پانی کے گڈھے میں قید کیا جاتا ہے۔ یہ سب سزائیں ان عورتوں اور مردوں کے لئے ہیں جو گنہگار ہیں اور روحوں کو زندگی میں ہونے والے گناہوں کی سزا بھگتنا ہی پڑتا ہے۔

رگ وید کہتا ہے جو گنہگار ہیں ان کے لئے بے انتہا گہرائی رکھنے والا مقام ہے یعنی تحت الثریٰ! یہاں مسلمان ہی نہیں ہندو بھائیوں کو بھی غور کرنا چاہیے کہ یہ وہ ویدوں کی شہادت ہے کہ جہاں تصور آخرت کے ساتھ تصور جنت اور تصور جہنم بالکل واضح ہے اگر چوراسی لاکھ مرتبہ انسان کو مرنا اور جینا ہوتا تو پھر آخرت، جنت اور جہنم کی ضرورت ہی کیا تھی؟ کہ انسان کو لاکھوں یونیوں سے گذار کر بار بار چرند پرند اور درند یا جراثیم جیسے کیڑے مکوڑے وغیرہ وغیرہ شکل میں پیدا کرنا کیا کم سزا تھی؟ کہ جو اس قدر سزا یافتہ کو پھر جنت اور جہنم کی ترازو میں تولا جاتا۔

بخدا غور تو کرو! انسان سے انسان کا سفر شروع ہوکر چوراسی لاکھ یونیوں سے گذر کر آخر کار گھوم گھما کر انسان ہی پر ختم ہوجائے تو ''مکتی'' کسے کہیں گے؟ یا کس چیز سے مکتی چاہیں گے؟ اگر نہیں مکت ہوا تو وہی تناسخ یا پُنر جنم کا چکرا اگر یہ چکریوں ہی چلتا رہا تو اس آخرت کا کیا ہوگا یا جنت وجہنم کا کیا ہوگا؟ جو ویدوں میں بڑے طمطراق سے ذکر کئے گئے ہیں۔

سناتن دھرمی ویدوں کے مطابق کہیں بھی بار بار جنم لینے کا ثبوت دستیاب نہیں ہوتا۔ اگر ہے تو ذکر آخرت یا ذکر جنت وجہنم! تو پھر عقیدۂ پُنر جنم کو قبول کرنے کی اصل وجہ کیا ہے؟

آیئے جائزہ لیں! منوسمرتی، کھٹہ ممانی، کپشٹھل وغیرہ ویدوں کی تفاسیر وتشریحات میں ایک سوایک موتوں کا ذکر ملتا ہے یہ اموات حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہیں مثلاً گناہ سے انسان کے اخلاق اور پاکیزگی کی موت ہوجاتی ہے، جہالت سے عقل کی موت ہوجاتی ہے، سستی یا کاہلی سے قوت عمل فوت ہوجاتی ہے، گناہوں میں مبتلا انسانیت بار بار مر رہی ہے، لالچی اور دھوکہ باز کے ظاہر کا انسان مرجاتا ہے اور وہ کتے کی مانند بن جاتا ہے، آزاد شہوانی خواہشات کا مریض ظاہراً مرجاتا ہے مگر باطن میں وہ سوّر کے مانند ہوجاتا ہے اس طرح ویدوں کی بعض تفاسیر میں ہزاروں لاکھوں جنموں کا جو ذکر آیا ہے وہ انسان کے علم تہذیب اخلاق، شرافت اور انسانیت کی موت کے تعلق سے آیا ہے نہ کہ حقیقی موت کے بعد بار بار کے پُنر جنم کے تعلق سے۔

عقیدۂ تناسخ یا پُنر جنم کے تعلق سے ہماری ضمنی اور اجمالی بحث کا تفصیلی مطالعہ ہماری کتاب شرحِ رسالۂ تحفۃ المرسلہ میں ملاحظہ فرمائیے:

**اے طالبان صدق وصفا:** عقیدۂ تناسخ کی اس ضمنی تقریر سے ہماری مراد ومنشاء صرف یہی ہے کہ بعض جاہل پیراں ''مَنْ عَرَفَ'' نے اسی عقیدۂ پُنر جنم کو ''من عرف نفسه'' کا اصل علم اور راز قرار دیا ہے! نعوذُ باللّٰه منه! اس باطل عقیدے کو بنیاد بنا کر باطل پیری کی دُکان چلاتے ہیں اور اللہ کے بھولے بھالے بندوں کو جنم جنم کے چکر سے آزاد کرانے کی قیمت وصول کرتے ہیں۔

غور کرنا چاہیے کہ جس گمراہ باطل عقیدے کو اسلام نے بیخ و بنیاد سے



اُکھاڑ کر پھینک دیا تھا! وہی عقیدے کو یہ اصل معرفت قرار دیکر آخر یہ جہلاء کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ **معاذاللّٰه ثم معاذالله!** کیا ''من عرف نفسه'' یعنی خود کو پہچان حاصل کرنے کیلئے پچھلے جنموں یا جنموں کی سزاؤں یا جزاؤں کا پہچاننا ہوگا؟ یا ان سزاؤں یا جزاؤں کو یاد کرکے اپنے آپ کو پہچاننا ہوگا کہ میں کن کن خبیث یونیوں سے گذر چکا ہوں؟ یا! کیا یہ پہچاننا ہوگا کہ آج کا انسان پچھلے جنم میں کتا تھا؟ یا بلی یا یہ جاننا ہوگا کہ اس جنم میں ہم کس پاپ کی سزا بھگت رہے ہیں۔ **نعوذباللّٰه منه!** کس قدر افسوسناک مقام ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے پیری اور مرشدی کا دعویٰ کرنے والے اپنے مریدوں کو ورغلاتے ہیں کہ ہم پیراں من عرف نفسه میں ہم جنم جنم کے چکروں سے مریدوں کو نجات دلاتے ہیں اور نجات کا معنی مکتی ہے اے طالب صادق من عرف نفسه کا معنیٰ پُنر جنم کے چکر کو پہچاننے کا نہیں بلکہ یہ ایک اللہ کا خالص راز ہے جس کی بحث ہم آئندہ باب میں کریں گے۔

بہرکیف! اے من عرف نفسه کے علم کے دعویدارو، اے پُنر جنم کے متوالو! اگر من عرف نفسه کا معنی پچھلے جنموں اور کرموں کے سمجھنے کا نام ہے تو بتاؤ حضور غوث الصمدانی ہیکلِ ہمدانی حضرت شیخ میراں محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ نے بیک وقت سترّ اشخاص کی دعوت قبول فرمائی اور بیک وقت سترّ گھروں میں تشریف لے گئے ہر شخص یہی کہتا رہا کہ حضور کل رات میرے گھر تشریف فرماتھے، دوسرا کہتا میرے گھر تشریف فرماتھے آخر یہ کیا ہے؟ ہاں یہ کرامت ہے مگر تم جیسے پیروں سے آج یہ کرامت کیوں نہیں صادر

ہوتی؟ کیونکہ جاہل پیروں سے خودساختہ خیالات کا نام علم معرفت رکھ کر بکواس کے پلندے لکھ دیئے اور بازاروں تک بے ہودہ کتابوں کو پہنچا کر یہ سمجھ لیا کہ مقام غوثیت حاصل ہوگیا۔ **معاذاللّٰہ ثمّ معاذاللّٰہ** ! بخدا بتایئے کہ آپ کا وجود ایک تھا تو یہ ستّر وجودات کہاں سے آگئے؟ دوسرا واقعہ ہے کہ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ عالم استغراق **سُبۡحَانِی مَا اَعۡظَمُ شَانِی** کہا یعنی میری ذات پاک ہے اور میری شان عظیم ہے۔ اس قول کو سُن کر مریدوں نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا دوبارہ اگر میری زبان سے یہ کلمات سرزد ہوں تو مجھے چھریوں یا چاقوؤں سے ہلاک کردینا چند دنوں کے بعد یہی کلمات آپ کی زبان سے جب دوبارہ سرزد ہوئے تو تمام مریدوں نے آپ پر چھریوں سے حملہ کیا! مگر حیران رہ گئے کہ کمرے میں ہرطرف بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نظر آتے تھے! جب لوگ آپ پر چھریاں چلاتے تو محسوس کرتے کہ جیسے ہواؤں میں چلارہے ہیں! غور کریں کہ آپ کا وجود تو ایک تھا تو ہرطرف آپ ہی آپ کیسے نظر آئے جب لوگ چھریاں چلاکر تھک گئے تو آپ ایک محراب میں مسکراتے نظر آئے۔ آپ کا جسم تو ایک تھا تو پھر ہرطرف آپ ہی آپ کہاں سے وجود میں آئے؟

ممکن ہے کہ قلائلانِ پُرجنم اور واقعات کو کرامات پر محمول کرکے تاویل کرلیں مگر ہم پوچھتے ہیں کہ واقعی اگر یہ کرامات ہیں تو یہ کرشمات خدا کی قدرت کے لئے کیوں نہیں تسلیم کرتے کہ خدائے پاک بغیر کسی پُرجنم کے اپنے بندے کو جنت یا جہنم عطا کرسکتا ہے۔



ایک اور داستان ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے چار سوسالہ عمر طبعی پائی تھی کہ دوران بحث حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مزاحاً آپ سے فرمایا شاید آپ دشتِ ارژنہ (ارژنہ کا جنگل) بھول گئے ہو جوایسی باتیں کرتے ہو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں؟ فوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا وہ برقع پوش سوار میں ہی تھا یہ سنکر حضرتِ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے معذرت طلب کی۔

واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ حضرت سلمان فارسی کی عمر چار سوسال کی تھی حضرت کی ولادت سے 200 دوسوسال قبل مرشدِ حق کی تلاش میں فارس چھوڑ کر کہیں دور جارہے تھے جب ایک صحرا میں پہنچے جسے دشت ارژنہ کہتے ہیں اچانک ایک خونخوار شیر آپ پر حملہ آور ہوا اور شیر اپنا کام کرنے ہی کو تھا کہ اچانک ایک نقاب پوش نمودار ہوا جن کے ہاتھ میں ایک لمبا نیزہ تھا اور نقاب پوش نے نیزے سے حملہ کرکے شیر کو بھگا دیا! یاد رہے یہ واقعہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنی عمر میں کسی پر ظاہر نہیں کیا تھا! اس واقعہ کو بنیاد بنا کر عقیدۂ تناسخ کے پیروکاروں نے کہنا شروع کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی پیدائش سے ۲۰۰ ؍سال پہلے کسی اور یونی (وجود) میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ نادان یہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ جل شانہٗ نے آپ کی روح کو کئی لاکھ برس پہلے پیدا فرمایا تھا اور جب چاہا آپ کو وجود ظاہری میں پیدا فرمایا! ''**فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا**﴿۱۷﴾'' (مریم ۱۹:۱۷) حضرت جبرئیل علیہ السلام کبھی کبھی

حضرتِ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں نزول فرماتے تھے اس کا معنیٰ یہ تو ہرگز نہیں کہ وہ انسان کے لباس یا جسم میں بھی آتے تھے یا انسان ہی بن جاتے تھے تو ان سعیدانِ ازل کو یہ اجسام کہاں سے میسر آئے؟ جاننا چاہیے کہ یہ مردانِ خدا حقیقت میں ہر قید سے آزاد رہتے ہیں فطرت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے منشائے خداوندی کے مطابق ایک بار جسد عنصری کے ساتھ ضرور پیدا ہوتے ہیں پھر واپس وہیں لوٹ جاتے ہیں جہاں سے آئے تھے ان کے اجسام خاکی ہو کر بھی مثالی کی مانند ہوتے ہیں۔

کس چہ داند تا چہ حکمت مے رود
ہر وجودے را چہ قسمت مے رود

''کون جانتا ہے کہ کیا حکمت کارفرما ہے اور ہر وجود
کیلئے کیسی قسمت مقرر فرمائی گئی۔''

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آئم بہ جاں گر تو آئی بہ تن

''مجھے اپنی طرح زندہ سمجھو جب تم اپنے وجودِ خاکی
کے ذریعہ آتے ہو تو میں وجودِ باطنی کے ساتھ
آتا ہوں۔''

ان سعیدانِ ازل کی کیفیت یکسر مختلف ہوتی ہے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ: **مَنْ سَعَدَ سَعَدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ** جو سعید ہے وہ شکمِ مادر سے سعید ہوا حضرتِ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:



ایں جان عاریت کہ حافظ سپرد دوست
روزے رخش بہ بینم وتسلیم می کنم

''یہ جان جو عاریت کے طور پر حافظ عطا کی گئی ہے
ایک دن اس کے چہرۂ انور کی زیارت کر کے اسی کے
حوالے کر دوں گا''

اے **من عرف نفسه فقد عرف ربه** کے دعویدار پیراہن گھڑت بکواس کا نام پیری نہیں بلکہ پیری اللہ کا ایک خفیہ راز ہے۔ جب اللہ کے رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ تعریف میں تشریف فرما ہوئے تو ارشاد فرمایا: ''**ماعرفناک حق معرفتک**'' اے اللہ تجھے ہم نے نہیں پہچانا جیسے پہچاننے کا حق تھا۔

علماء محققین صوفیان باصفا کے اس ذاتِ حق کو پہچاننے کی بات آئی تو برجستہ اقرار کیا! کہ......

دریغا کت ندانستم ہمیں پنداشتم دانم
ازیں پندار گوناگوں در دانش پشیمانم

''افسوس صد افسوس میں نے تجھے نہیں پہچانا اور
سمجھتا رہا کہ میں نے تجھے پہچان لیا جب یہ معلوم ہوا تو
میں بے حد شرمندہ ہوں۔''

اے طالب صادق اس ضمنی تقریر کے بعد ہم اپنے اصل موضوعِ سخن پر آتے ہیں۔ طلب کیا ہے؟ طلب! **هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ** (النمل ۲۷:۴۰) یہ

میرے رب کا فضل ہے۔ جب وجودِ انسانی میں اللہ جل شانہٗ کا فضل جاری ہوتا ہے تو کامل مرشد کے توسل سے انسان وہاں پہنچ جاتا ہے جہاں پہنچ کر ہر سالکِ راہِ خدا زبانِ حال سے کہتا ہے:

دیدم نہاں گیتی واصل جہاں
ازعلتِ دعا برگذشتم آساں
آں نورسیاہ ز''لا'' نقطۂ برسرداں
زاں نیز گذشتم نہ ایں ماند نہ آں

''میں نے حقیقتاً کائنات دیکھ لی اور یہ مقام! علتِ دعا کا ثمرہ ہے جو نور سیاہ اور نقطۂ نفی درمیان میں حائل تھا میں اس سے بھی گذر گیا یہاں تک کہ نہ یہ رہا نہ وہ رہا۔''

## اخلاق کیا ہے؟

**الوفاء بالعھود** (وفا عہد کو پورا کرنے کا نام ہے اخلاق نام ہے وفا کا، وفا نام ہے عہد کے پورا کرنے کا) **تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ** یعنی اللہ کے اخلاق کو پیدا کرو اللہ کے اخلاق کو پیدا کرنے سے مراد اللہ کے صفات کو اپنے باطن میں پیدا کرنا چاہیے۔ **لَاتَفَکَّرُوْا فِی الذَّاتِ**۔ ذات میں فکر نہ کرو یہ تعلیم خاص جب مرشد سے طالب اللہ حاصل کرتا ہے تو مقام صفات سے، کشف وکرامات سے گذر کر مقام قلب میں داخل ہوجاتا ہے۔



## حقیقتِ قلب کیا ہے؟

قلب ایک نور ہے۔ یوم الست سے مخمور انوار خداوندی کا عرش، علم ومعرفت کا دفتر، محبت وکمال، اور مشاہدۂ جمال کا لازوال ملک ہے یہ راہ اللہ کے فضل وفیض سے حاصل ہوتی ہے اور یہ خالص اہل توحید کا حصہ ہے۔ اے عزیز! جب تک تو نورِ توحید میں غرق نہیں ہوگا یہ مراتب کب حاصل ہوسکتے ہیں؟ گمراہ پیر اور گمراہ مرید اس مقام کو اللہ کی توفیق کے بغیر کس طرح حاصل کرسکتے ہیں؟ تو مرشدِ حضرت عیسیٰ کی صفت بھی نہیں کہ مردہ دل کو زندہ کرسکے نہ ہی حضرت خضر کی طرح غرق جمال کا کمال رکھتا ہے۔

اے سعید ازل تو اگر فناء بقاء اور لقاء کا طلبگار ہے تو آ کہ میں تجھے صراط مستقیم پر ثابت قدم کردوں آ! اگر تو راہ خدا میں ''موتوا قبل ان تموتوا '' کی موت مرنا چاہتا ہے۔ اے طالب اللہ تیرے نفس کو جب ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہی ہے تو وہ دن آج ہی کیوں نہیں ہوسکتا؟ آ کہ میں تجھے وہ تلوار عطا کردوں جس سے تو اپنے ظالم وجابر نفس کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرسکے۔ تو ان گمراہ پیروں کے پاس ہرگز نہ جا! کہ وہ تیرے نفس کو زندہ کردیں گے اور تجھے مردہ یہ قصہ خوان پیروں کی صرف زبانوں پر اللہ اللہ! ہوتا ہے اور دلوں میں دولت، شہرت اور عورت کی خواہشات پوشیدہ ہوتی ہیں اے سالک راہِ خدا! گریز کر ان زنانہ محفلوں کے پیروں سے جو نامحرمات کے ساتھ قصے کہانیوں میں مصروف رہتے ہیں! وقت ایک کاٹنے والی تلوار ہے وقت کی قدر کر۔

## صحبت با اولیاء کیا ہے؟

اولیاء اللہ کی صحبت میں خدا یاد آتا ہے! ذکر فکر ورد و وظائف سے مراقبہ وعلم مراقبہ حاصل ہوتا ہے کامل ولی اللہ پیر کی توجہ سے مرید دیدار جمال الٰہی سے سرفراز ہوکر حضور لقاء کا راز بن جاتا ہے! اور لقاء جسم کو اسم میں محو کرنے کا نام ہے اس مقام لقاء میں حاضر ہوئے بغیر نہ طالب لاالہ الااللہ کے راز کو سمجھ سکتا ہے نہ محمد رسول اللہ کے عنایات وانعامات کی بارگاہِ خاص کا حاضر بن سکتا ہے! کامل ولی اللہ مرشد عارف لقاء ہوتا ہے جو اپنے مریدین کو العلم نُقطة کے دائرے میں لاکر طلب، اخلاق عشق فناء بقاء، نفس، قلب، روح، غیب قرب اور لقاء الٰہی کے تمام علوم کا عالم بنا دیتا ہے۔ کیونکہ ایسا پیر ولی اللہ عارفِ اسم اللہ ذات ہوتا ہے۔ ایسا پیر تصور، تصرف اور توجہ کا عامل ہوتا ہے! جس مرید کو چاہے سرفراز کردے یا جس کو چاہے ذلیل کردے! ایسا کامل پیر اگر چاہے تو صاحبِ نفس کو نفس کی قید سے آزاد کر کے مقامِ قلب عطا کرتا ہے! صاحب قلب کو صاحب روح بنا سکتا ہے! صاحب روح کو صاحب سرِّ یا صاحب سرّ الاسرار کے مراتب عطا کرسکتا ہے! علم یقین، عین الیقین، حق الیقین اور نور الیقین کے مراتب عطا کرسکتا ہے! کامل ولی اللہ مرشد کی کیا شرح کروں کہ اس کام کے لئے ازل تا ابد کا دفتر درکار ہے۔

کامل مرشد ولی اللہ مرید کو چاہے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ذکر سے مشقت میں مبتلا کروا کر رہبری کرتا ہے یا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کے نور کی تلوار عطا کر کے مرید کو غازی ومجاہد کا مرتبہ دلا کر ازلی



دشمنوں کو آن کی آن میں قتل کروا سکتا ہے۔

مرید کامیاب وہی ہے جو ''فقر'' کا دیدار کرتا ہے اور غریق نور ہو جاتا ہے واللہ! ایسے کامیاب طالب اللہ کا مرتبہ نہ پوچھ کہ وہ مقام مشاہدہ میں جا کر رویتِ دیدارِ الٰہی میں غنی ہو جاتا ہے۔ مرشدِ کامل کے فیض سے طالب اللہ اسم اعظم اور اسم اللہ ذات کا مکمل عالم وعارف ہو جاتا ہے کہ اس کی نظر سے دو عالم کی کوئی شئی مخفی نہیں رہ سکتی! ایسا طالب اللہ مہمانِ مجلس محمد مصطفےٰ ﷺ ہو جاتا ہے! ایسے کامل کے لئے خود حاضر ہونا یا دوسروں کو حاضر کرنا کونسا بڑا کام ہے کیونکہ ایسا طالب اللہ حق سے، حق پر، حق ہوتا ہے اور باطل سے انتہائی بیزار رہتا ہے۔ ان شرف یافتہ مقامات میں جب طالب اللہ جاتا ہے تو کلمۂ طیبہ اس کا وکیل بن جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے حج بیت اللہ کے لئے کمر باندھی! کئی منزلوں کے فاصلے طے کرنے کے بعد راہ میں بیٹھا ایک فقیر نے آپ کو آواز دیا کہ اے بایزید بسطامی! بسطام میں خدا کو چھوڑ کر کدھر جاتا ہے؟ اللہ اکبر! بس فقیر کی اتنی سی بات سُننی تھی کہ آپ حج کا ارادہ فسخ کر کے بسطام لوٹ گئے۔

یار آوارگی بسر وارد
رفتن حج بہانہ افتاد است

''یعنی دوست کے سر پر آوارگی طاری ہے کہ حج کا بہانہ بنالیا ہے۔''

ایسا طالب اللہ صاحب مکان کو چھوڑ کر مکان کا قصد نہیں کرتا کیونکہ صاحب مکان کا دیدار کروڑوں حجوں سے افضل ہے۔

کامل پیر کو چاہیے کہ دعوائے پیری یا مرشدی نہ کرے کیونکہ یہ رتبہ خاصۂ نبوت ہے۔ نبی کو چاہیے کہ وہ نبوت کا اعلان کرے کیونکہ اس پر دعوائے نبوت کرنا فرض ہے مگر شیخ پر یا پیر پر یہ دعوائے دعوتِ حق ہرگز واجب نہیں۔ ہاں جب کوئی مرید اس کی طرف رجوع ہوتا ہے تو اللہ کے فضل وفیض کی توفیق سے مرید کے دل میں نورارادت نمودار ہوجاتا ہے۔ اے طالب صادق! جاننا چاہیے کہ یہ راہِ نفی ہے۔

سمجھنا چاہیے کہ نہ ہم پہلے تھے، نہ آخر میں رہیں گے تو درمیان میں کہاں سے آ گئے، ہم ہست نما نیست ہیں اور اللہ جل شانہٗ نیست نما ہست ہے۔ یہ وہ راستہ ہے جہاں طالبان خدا اعتراف کرتے ہیں کہ

ازاں بر ملک شرف داشتند
کہ خودرا بہ از سگ نہ پنداشتند

''یعنی وہ لوگ اس واسطے فرشتوں پر شرف رکھتے تھے
کہ اپنی ہستی کو کتے سے بہتر نہیں سمجھتے تھے۔''

اللہ اکبر! مراتب عشاق کو ایسے مقامات کس طرح حاصل ہوتے ہیں؟ جاننا چاہیے کہ قادری اصول طریق میں گوشہ نشینی یا خلوت نشینی کو اہمیت کچھ زیادہ نہیں ہے کیونکہ گوشہ نشینی سے انسان مشہور ہوجاتا ہے اور اس راہ میں شہرت ہی سب سے بڑی مصیبت ہے! جمعیت ہی میں خیر ہے۔ اور



جمعیت کے لئے محبت لازمی امر ہے۔ مگر اس شرط پر کہ نفس کی نفی کرے۔ کارِ عظیم تو سنت مصطفےٰ ﷺ پر مکمل عمل کرنا ہے اور اتباع صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے انتہائی منفعت بخش یہی ظاہر صراطِ مستقیم ہے اے طالب صادق لاالہ میں الہٰ کیا ہے؟ لاالہ میں الہٰ نفس کی نفی ہے اور الا اللہ اثبات حق ہے۔ اثبات حق سے مراد فنافی اللہ ہے محمد رسول اللہ سے مراد طالب اللہ ''فَاتَّبِعُوْنِیْ'' کے مقام پر آجاتا ہے یعنی اتباع نبوی ﷺ کے وسیلے میں توحید کے درجات تک رسائی حاصل کرتا ہے اور حقیقت کلمۂ توحید یہ ہے کہ ماسوا اللہ ہر چیز کی نفی کردی جائے کیونکہ اس راہ میں ماسویٰ اللہ ہر چیز فقط دنیا ہے اور دنیوی مراتب مردار ہیں، اس راہ میں راز توحید تک پہنچنا سہل ہے مگر رازِ معرفتِ حق تک پہنچنا انتہائی دشوار ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ساری کائنات مثل دسترخوان ہے مگر حقیقت میں ایک ناخن کے پشت کی مانند ہے اگر چشم جواں مرداں رکھتا ہے، ایسے حق شناس وحق بین وحق الیقین اولیاء اللہ کے قلوب ''القلوب بیت اللّٰہ'' دل اللہ کے مکان ہیں کہ مصداق ہوجاتے ہیں۔

کامل مرشد صادق مرید کو خوش خط ''اسم اللہ'' ذات لکھ کر دیتا ہے تا کہ اس کا تصور قلب میں قائم ہوجائے اور مزید مقاماتِ اسرار ومعارف سے قیام قلب کے بعد گذارتا ہے۔

کسی بزرگ سے ایک شخص نے پوچھا کہ نمازِ جنازہ میں کونسی آیت پڑھنی مناسب ہے؟ فرمایا! آیات اللہ کا پڑھنا تو انتہائی افضل ہے مگر یہ شعر

پڑھ دیا جائے تو کافی ہے؟

چیست ازیں خوب تر درہمہ آفاق کار
دوست رسد نزد دوست یار بہ نزدیک یار

نیز ارشاد فرمایا: میری نمازِ جنازہ میں یہ شعر پڑھ دینا:

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمالِ روئے تو

''یعنی ہم مفلس بنکر ترے کوچے میں آ گئے ہیں (کوئی اعمال نہیں رکھتے اپنے حسن و جمال سے خیرات عطا کر دے۔''

اِس راز کو وہی پا سکتا ہے جو اس راز کا عارف ہے فَهِمَ مَنْ فَهِمَ جَهِلَ مَنْ جَهِلَ۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خواب تمنا کی ہے!

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں
بہ میرو تشنہ مستسقی و دریا ہم چناں باقی

نہ اس کے حسن و جمال کی انتہاء ہے نہ سعدی کے حمد و ثنا کی حد ہے سعدی کی حالت اک مریض استسقاء کی سی ہے کہ لب دریا بیٹھ کر عشق کے جام پر جام پی کر مر چکا ہے! لیکن دریائے حسن و جمال ہے کہ بس جاری و ساری ہے! اے طالب صادق جب انسان کے اخلاق حمیدہ ہو جاتے ہیں تو وہ کامل ولی اللہ مقام حال سے فنا فی اللہ ہو کر غریق ذات ہو جاتا ہے اور استغراق کے انوار سے جب باہر آ جاتا ہے تو اس کی حالت عجیب تر ہو جاتی



ہے اور کبھی کبھی وہ شعر و شاعری یا سماع میں مشغول ہو جاتا ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے تشریف لاتے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے كلّميني يا حمير! یعنی مجھ سے باتیں کروائے حمیر! (حمیر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لقب تھا۔

جاننا چاہیے ایسا عاشق جب کبھی آئینہ دیکھتا! آنکھوں میں اشارۂ عین ذات پاتا ہے اور جب ابرو دیکھتا ہے یا بھویں دیکھتا ہے تو آنکھ پر پردہ سے مراد ذات کے صفات دیکھتا ہے جو ذات پر پردوں کی طرح حائل ہیں خود کا سراپا جب دیکھتا ہے تعین صفات سے رہا ہو کر محبوب حقیقی کے حسن و جمال کا دیدار کرتے ہی نہ عقل ہوتی ہے، نہ ہوش بس سب کچھ غائب، پابندئ شرع سے رہا ہو کر دین سے بھی آزاد ہو جاتا ہے۔ یا مقام فنا فی الذات میں محو ہو جاتا ہے۔

## راہِ معرفت کیا ہے؟

ایک تنگ و تاریک راستہ ہے جہاں سے چوری چھپے گذر کر (جس کو مجاہدہ کہتے ہیں) فقیر اپنی منزل تک پہنچتے ہیں جب سالک اس راہ کا ارادہ کرتا ہے تو دنیا کو ایک خواب و خیال کے مانند تصور کر کے نیست نما ہست میں جا کر خود کو نیست کر دیتا ہے! اس راہ کا راہی کبھی کشف و کرامات کا قائل نہیں ہوتا کیونکہ یہ سب کچھ صفات باری تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کو صفات سے گذر کر ذات حق کی طرف جانا ہے۔

حدیث پاک ہے: ''اَلْاِسْتِقامةُ فَوْقَ الكرامة'' ''استقامت

کرامت سے افضل ہے'' اس راہ میں وہی کامیاب رہتا ہے جو طلب صادق رکھتا ہو اور دنیا کی ہر چیز کو اپنے راستے کی رکاوٹ سمجھ کر ہر مصیبت سے گذر جاتا ہو اس وقت یہ حالت ہو جاتی ہے۔

ظاہرم کوہستان باطنم در کوہ صاف

صوفیانِ صاف راصد مرحبا بایدزدن

میرا ظاہر جسم کوہستان میں ہے اور باطن کوہِ پاک میں ہے یعنی ذاتِ حق میں ہے صوفیان باصفا کو مبارک ہو کہ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔

☆☆☆



# امر کن کیا ہے؟

اے محمد ﷺ! کیا آپ نے نہیں دیکھا اس کو جو اپنی نفسانی خواہشات کو خدا بنائے ہوئے ہے اس حالت کے شرک سے مکمل رہا ہو کر طلب حق میں سرگرداں ہونے کا نام عشق ہے۔ اے اللہ کے بندے تو عین سے ہے غیر کے غین میں کیوں مبتلا رہنا چاہتا ہے؟ غین کے نقطے کو پہچان کہ یہ اللہ کے قہر و غضب یعنی نار کا نقطہ ہے اس نقطہ کو اگر دور کرنا چاہتا ہے تو اپنے نفس کو پہچان کہ وہ تجھ میں ظاہر و باطن ہے یا عارف باللہ ولی اللہ کامل مرشد کے پاس چلا جا۔ تاکہ وہ تجھ کو تیرے غین کے نقطہ سے رہائی عطا کر کے تجھے عین بنا کر عین سے ملا دے۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى۔ (بنیاسرائیل ۱۷:۷۲) ''جو شخص دنیا میں اندھا ہے اور عین کو عین سے دیکھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا''

جانتا ہے اندھا کون ہے؟ ضعیف الاعتقاد اور بے یقین پست ہمت کو تصوف کی اصطلاح میں اندھا کہتے ہیں! ایسا اندھا اگر مادرزاد بھی ہو تو کامل مرشد چاہے تو اسے بینا کر سکتا ہے۔ اس اندھے پن کی کئی اقسام ہیں جیسے علم کا اندھا، عقل کا اندھا، اندھی خواہشات کا اندھا وغیرہ وغیرہ۔

اے غافل انسان خود کو پہچان کہ شاید تجھے عشق کی ہوا لگ جائے ممکن

ہے تو عاشق بن جائے کیا تو جانتا ہے اللہ ربّ العزت کے کن (ہوجا) کہنے سے تو ہوا ہے۔''

تو گویا یہ تیرا ہونا ہی کن ہے یعنی تو خود ایک کن ہے۔ ذرا غور کر کہ یہ کن ''قال اللّٰہ ہے کلام اللہ ہے اللہ نور ہے قال بھی نور ہے کلام بھی نور ہے کن بھی نور ہے تو بھی نور ہے۔ ہائے! ہائے غافل! تو نور ہو کر ناری نفس کا غلام استغفر اللّٰہ! یہ تیری شان کے لائق نہیں، ہرگز نہیں! پہچان اپنے آپ کو۔

تَفکر سَاعَةٍ خَیرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْن۔ (الحدیث)

''کہ ایک ساعت کی فکر دو جہاں کی عبادت سے افضل ہے''

فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ (الکہف ۱۸:۱۱۰)

''جو اپنے آپ سے ملنے کی امید رکھتا ہے اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔''

## عشق کیا ہے؟

عشق آتشِ خداوندی کا نام ہے عشق جلال اسم اللہ ذات کا نام ہے۔

عشق نورِ ذات سے زندہ ہوجاتا ہے۔ جب عشق زندہ ہوتا ہے تو قلب زندہ ہوجاتا ہے۔ جب قلب زندہ ہوجاتا ہے تو طالب اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند مردہ دلوں کو زندہ کرسکتا ہے۔



## مرتبۂ عشق کیا ہے؟

اَلْعِشْقُ هُوَ النَّارُ! عشق کی تشریح کیا ہے: الف۔ لام۔ میم ہے۔ الف۔ لام۔ میم کیا ہے؟ ایک راز باطن ہے اور جس نے اس راز کو سمجھا سمجھو وہ خود اسمِ اعظم کی مانند حی و قیوم کے ساتھ قائم ہوجاتا ہے۔

یہ قائم ہونا کیا ہے؟ قیامت سے پہلے قیامت سے گذرنے کا نام ہے۔ اس مقام میں نہ زمین ہے نہ آسمان نہ منزل ہے نہ مقام ہر چیز توحید میں ملیا میٹ ہے۔

اے طالب یقین! مرشدِ کامل تلاش کر، وہ تجھے رویت باری سے لقاء الٰہی تک پہونچا دے گا۔ اے غافل انسان! اگر تو عالم فاضل، مفتی حافظ و قاری ہوگیا تو کیا کیا؟ اگر مرشد کامل نہیں رکھتا اگر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ کی تصدیق سے محروم رہا تو بڑی بدنصیبی کی بات ہے اور تصدیق بغیر دیکھے کرنا ناممکن ہے کیونکہ تصدیق کا تقاضہ ہی یہی ہے کہ چشم دیدہ و بینا ہوجا! جو خود اور خودی سے گذر جاتا ہے وہ بینا ہوجاتا ہے اگر کامل مرشد رسا ہے تو دوسروں کے لئے رسائی کا دروازہ کھولنا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔

مرشد و عارف بہ چشم عیاں اگر چاہے تو مرید کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ کے اسرار توحید سے گذار کر بارگاہِ محمدی ﷺ میں پہونچا کر شرف عطا کرواسکتا ہے۔ اے طالب اللہ! اس راہ میں قدم تو اٹھا کہ تیری جان و قلب کو کلمۂ طیبہ کے انوار سے محمد مصطفیٰ ﷺ زندہ کردیں گے اور جس

دن تیرا دل زندہ ہو جائے گا تو اپنے آپ سے رہا ہو کر فنا سے بقا تک پہونچ جائے گا۔

جانتا ہے کامل فقیر کی نماز کیا ہے؟ کامل فقیر کی نماز کلمۂ طیبہ سے حضوری میں ادا ہوتی ہے جو اس پر فرض ہے حقیقت میں ایسی ہی نماز فرض عین ہے اور یہ مکمل حضور قلب سے ادا ہوتی ہے۔

نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ فرماتے ہیں: لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ ۔نماز نہیں ہوتی اگر حضور قلب حاصل نہیں'' اس طرف اشارہ ہے۔اے عزیز! تو دیندار ہے اور نماز دین کے نور میں ادا ہوتی ہے۔ دین کے باہر ہرگز نہیں ادا ہو سکتی اور دین سے مراد تصدیق اور حضورِ قلب کے ساتھ توحید کی معرفت ہے!

اے خوش نصیب طالب اللہ تو اتباع شریعتِ مطہرہ میں اگر کامل ہے تو اس راہ کی تمنا کر، ورنہ شریعت میں مقید رہنا تیرے لئے باعث ثواب ہے ثواب کا ثمرہ جنت ہے، باطن کا راستہ جنتوں کا نہیں، جنتوں کے مالک کا ہے کیونکہ جنت مخلوق ہے اور تو اشرف المخلوقات اگر یہ راہ دشوار نظر آتی ہے تو بہتر ہے تو دائرۂ شریعت میں فرائض ظاہر ادا کر کے متبع رسول اعظم ﷺ ہو جا کہ یہی راہ تیرے لئے باعثِ حصولِ نجات ثابت ہوگی۔ مَنْ قَالَ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ۔جس نے لاالہ الااللہ پڑھ لیا وہ جنتی ہے۔

علماء اہل سنت والجماعت کی تعظیم صدق دلی سے کر کہ اس میں تیری فلاح پوشیدہ ہے۔ان کے عیوب سے چشم پوشی کر ان کی خدمات اور ہنر پر



نظر رکھ۔

اے مرید صادق اگر تو ظاہر و باطن میں متبع رسولِ مقبول ﷺ ہوا تو قلب سراسر نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے زندہ ہو جاتا ہے اور نفس مردہ ہو جاتا ہے۔اے خوش بخت سَالک راہِ خدا تجھے مبارک ہو تیرے باطن کی دولتِ عظمیٰ کہ یہ تیرا ازلی حق ہے الحمدللہ بغیر حس وحرکت بغیر حرف وآواز......بغیر جسم وسر کے تو وہاں سجدہ کرتا ہے جسے لامکاں کہتے ہیں! کہ یہ عالم بقا ہے اور یہ نماز عالم بقا ہر عاشق پر فرض ہے! اس مقام میں عارف عاشق بغیر آواز کے کلام کرتا ہے اور بغیر آنکھ کے دیدار کرتا ہے بغیر قدم کے طواف نور کعبہ کرتا ہے۔

عاشق کا سجدہ معشوق کے حضور میں ادا ہوتا ہے اور معشوق ہر سمت سے آزاد ہر قبلہ کا قبلہ ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن ۔''نماز مومنوں کی معراج ہے''۔ مومن کی نماز دیدار خداوندی میں وصال کے ساتھ ادا ہوتی ہے۔اے طالب خدا ذرا غور کر تیرا دل اگر پریشان ہے یا وساوس کی آماجگاہ ہے یا تجھے ہر طرف سے نفس وابلیس جکڑے ہوئے ہوں تو نماز کیسے ادا ہو سکتی ہے؟ جب کہ نماز تجھ پر فرض ہے اس فرض کو ادا کرنے کے لئے تیرا نفس اور ابلیس کی قید سے رہا ہونا بھی تجھ پر فرض ہے۔اب بتا یہ رہائی کیسے ممکن ہے جب تک تجھے کوئی کامل پیر نہیں مل جاتا جو تجھے اس قید سے آزاد کرائے۔

صلوٰۃ حضور قلب کسے کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَجسَامُهُمْ فِی الدُّنیَا وَقُلُوبُهُمْ فِی ا لْاٰخِرَۃِ الدَّائِمُونَ یُصَلُّونَ فِیْ قُلُوبِهِمْ ۔یعنی ان کے اجسام دنیا میں ہی اور دل آخرت میں جو نمازِ دائمی میں مشغول ہیں۔

عاشقین کی نماز ایک راز ہے اور یہ راز ہی خود نماز ہے کہ جس کو صرف عاشقین ہی سمجھ سکتے ہیں۔ عاشق کی ہر سانس، قلب اور روح نماز میں مشغول رہتی ہے۔

مرشد مشرف بہ دیدار طالب اللہ کو مقام دیدار میں پہنچا کر قرب عطا فرماتا ہے اور مرشدِ محروم دیدار ذکر وقصہ خوانی میں الجھا کر مریدوں کو مطلوب ومقصود سے ہٹا دیتا ہے۔

اے طالب اللہ! شطاریہ سلسلے کے سلطان بزرگ نے کتنے اہم راز کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اَلطُّرقُ اِلَی اللّٰہ بعدد اَنفاسِ الخلائق ۔اللہ کی طرف جانے کیلئے یعنی پہچاننے کی راہیں مخلوقات کی سانسوں کے برابر ہے۔ فَهِمَ مَنْ فَهِمَ آج کا اندھا کل کیا دیکھ سکتا ہے۔

ہر کہ دردنیا نہ بیند حق لقا
بے نصیبے اوبود آخر کجا

”جو دنیا میں اللہ کا دیدار نہیں کرسکا بدنصیب ہے اس کو
آخرت میں دیدار کب میسر آسکتا ہے۔“

بااخلاق صادق و شاکر طالب کو چاہیے کہ مظہر حق القیوم حضرت



خضر علیہ السلام سے مدد طلب کرے کہ وہ بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رہبری فرمائیں کیونکہ وہ مانند مرشد ہوتے ہیں اور یہ وسیلہ ان کیلئے ہے جو حضرت خضر کی صفات والے مرشد نہیں رکھتے۔

بااخلاق مرید کو چاہیے کہ نفس پرور فقہاء اور علماء کی محبت سے گریز کرے ورنہ ایسوں کی محبت سے سالک راہِ خدا کا دل مردہ ہو جاتا ہے کیونکہ ایسے علماء اور فقہاء کا ظاہر عالم اور باطن جاہل ہوتا ہے۔لہٰذا نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ڈرو جاہل عالم سے، صحابہ ٔ کرام نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم جاہل کیسے ہوسکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کا ظاہر عالم اور باطن جاہل ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف عین دین ہے اور دین کا منکر کافر ہے نیز حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”التّصوف کلهم ادبٌ“ یعنی تصوف ادب کل ہے اور ادب ایک عظیم نعمتِ خداوندی ہے جو طالب اللہ کی فطرت میں ودیعت کی جاتی ہے۔اس نعمتِ عظمیٰ کا انکار بھی کفر ہے۔

ہر علم کی اصل تصوف ہے۔تصوف سے حق و باطل میں امتیاز واقع ہوتا ہے یعنی تصوف کی کسوٹی پر جو پورا اترتا ہے وہی حق ہے اور جو تصوف کی کسوٹی پر ناقص ثابت ہوتا ہے وہ باطل ہے۔

جس عالم نے علم تصوف نہیں پڑھا وہ ادب واخلاق کے حقیقی رموز سے ناآشنا رہتا ہے اور باطن بے نور ہو جاتا ہے۔ جس کا باطن بے نور

ہوتا ہے وہ جہل و نفاق میں مبتلا ہو کر تعظیم کی جگہ تنقیص اور تنقیص کی جگہ تعظیم کے حربہ جات سے فرقہ بندی کے خرافات میں گھر کر دین کو قسطوں میں تقسیم کرنے کی جرأت کو بیٹھتا ہے اور نتیجتاً خود تو ہلاک ہو جاتا ہے اوروں کو بھی دین و دنیا میں ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔

دراصل علم تصوف ہی علم فقہ کی روح مطہرہ ہے اور فقیہ بمانند لباسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

علم تصوف ہی کلمۂ طیبہ کی تشریح، تحقیق و تصدیق ہے جو صرف اور صرف صوفیانِ کرام کو عطا کیا جاتا ہے انہیں حضرات سے طالب اللہ کو اپنا نصیبہ حاصل کرنا چاہیے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے جو اس علم کو حاصل کرنے سے منع کرتا ہے وہ سراسر بے دین ہے۔ صوفی باصفا باادب بااخلاق اور باعشق ہوتا ہے یعنی طالب اللہ میں اگر علم کی کمی ہے تو عمل زیادہ ہونا چاہیے۔ عمل سے ادب پیدا ہوتا ادب سے اخلاق کا نور پیدا ہوتا ہے اخلاق کے نور سے عشق پیدا ہوتا ہے۔ نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بے عمل عالم کی مثال ایسی ہے جیسے گدھے پر ضخیم کتابیں لدی ہوں یعنی جاہل عالم اس گدھے کی مانند ہے کہ جس پر موٹی موٹی کتابیں لدی ہوں۔ عالم اس وقت تک علم تصوف و معرفت حاصل نہیں کر سکتا جب تک اللہ عزوجل اس کی رہنمائی نہ فرمائے۔ اور یہ مرتبہ مرشد کامل کے وسیلے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

اے طالب اللہ! ادب اور اخلاق پیدا کر شاید تجھے عشق نصیب ہو جائے



در بدر بھٹکنے سے بہتر ہے کہ سگ بارگاہِ مولیٰ بشو روزے قبول افتی (اپنے مالک حقیقی کے در کا کتا بن جا شاید تجھے شرف قبولیت عطا ہو) انسان کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اگر اس مقصد کی تکمیل ہی نہ ہوئی تو تیرا پیدا ہونا ہی بے سود ہو جائے گا۔ یہی وقت ہے خود کی حالت پر غور کر!...... یہی وقت ہے کہ قلب کی حالت پر غور کر!

در دل ہمہ شرک و روئے برخاک چہ شود
زہرے کہ بجاں رسید تریاق شود

''جب دل ہی شرک سے بھرپور ہو تو خاک پر چہرہ رگڑ نے سجدہ کرنے سے کیا فائدہ اور جو زہر جان کے اندر اتر چکا ہو کیا وہ تریاق بن سکتا ہے۔''

اے غافل انسان غور کر عبادت سے مراد اللہ کو پہچاننا ہے اور اللہ کی شناخت اس کو حاصل ہوتی ہے جو ہر طرح کے شرک سے آزاد ہو۔

ہر چہ دل پسند تست خداوند تست

یعنی جس شی سے تجھے محبت ہے اس کو تو نے خدا بنا لیا ہے، صرف زبان پہ اللہ اللہ! دل شرک سے بھرا ہوا ہو تو تیرا اقرار اور تیرا قول ہی تیرے خلاف جائے گا۔ تیری ہر خواہش، تیرا معبود بن کر ابھرے گی کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری نماز تیرے سجدے تیرے ہی خلاف گواہ بن جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ علم جس پر تو نے عمل ہی نہیں کیا وہ تجھ پر آفت نہ بن جائے۔ یا وہ قول جو تیرے فعل کے مطابق نہیں کہیں وہ تجھے برباد نہ کر دے۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ (الصّف ۶۱:۳)

''اللہ جلّ شانہٗ کے نزدیک یہ گناہِ عظیم ہے کہ جو کہیں اس پر عمل نہ کریں۔''

آن نمرہ بگفت ایں چہ سود = کارے بسر زباں نشد راست
تا کنی بزباں خدا پرستی = اینست مگر ہوا پرستی

وہ کہتا ہے کیا سبب ہے کہ کوئی کام زبان درست نہ
ثابت ہوا (حق) بات یہ ہے کہ زباں سے خدا کی
پرستش کب تک کرتے! یہ تو خواہشات کی پرستش
ہے۔خدا کی پرستش یہ ہے کہ عمل بھی شریک ہو!

اے اللہ کے بندے! اگر قول تیرے عمل کے خلاف ہے تو تو خود تضاد کا ایک پتلا ثابت ہوگا! دل کی دنیا ہزاروں طرح کے شرک سے آلودہ ہے اس دنیا سے نکل جا اور صدق دل سے کلمۂ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہوجا! کیونکہ اس راہ میں مسلمان ہونا شرط اولین ہے تاکہ تو مسلمانوں جیسے کام کرسکے ورنہ صوم وصلوٰۃ حج وزکوٰۃ تسبیح وتلاوت سے کیا فائدہ۔

کسی بزرگ نے اس حالت پر کیا ہی اچھا فرمایا ہے:

مصحف بکف گرفتہ کفرے دردل نہفتہ
بطال مست گشتۂ بر بسر ریائی

''گو تیرے ہاتھوں میں قرآن ہے اور دل میں کفر
پوشیدہ ہے۔تو جھوٹا اور مست بن کر مصروفِ ریا ہے۔''

ارشاد باری ہے: اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ (الفرقان ۲۵:۴۳)



''کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو اپنی خواہشات کو معبود بنائے ہوئے ہے''۔

زنہار مگو خدا پرستم = بدتر بہوائے خود پرستی

ترجمہ: ''تو ہرگز یہ بکواس نہ کر کہ میں خدا پرست ہوں
بلکہ تو بدترین خود پرست ہے''۔

اے نادان عمر طبعی جسے کہتے اس میں سرمایۂ ازل وابد پوشیدہ ہے! اسی میں تیری جنت وآخرت پوشیدہ ہے کہیں تجھے تیری خود پرستی ہلاک نہ کردے یہی وقت ہے کسی کامل مرشد سے وابستہ ہوجا! ممکن ہے تجھے تیرا گمشدہ اثاثہ ہاتھ آجائے۔اپنے ضمیر کی آواز سن کر یہ خاک آلودہ ہو کر تیری بدنصیبی پر چیخ رہا ہے!

نمی دانم کرامانم بدیں سیرت گرفتارم
نہ من ہندو نہ من مسلم نہ من مرتد وبدکارم

''نہیں معلوم کہ کہاں جاؤں کیسے پھندے میں گرفتار
ہوگیا ہوں، نہ ہندو ہوں نہ مسلم ہوں نہ مرتد ہوں نہ
بدکار ہوں۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْغَرِيْقُ يَتَعَلَّقُ بِكُلِّ حَشِيْشٍ یعنی ڈوبنے والا ہر تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔اے اللہ کے بندے جب لَآ اِلٰـهَ کہتا ہے اِلَّا اللّٰـهُ کے سواہر چیز کی نفی کردے ورنہ تجھے کوئی تنکا بھی ڈوبنے سے نہیں بچا پائے گا! درویشی (اختیار کر کہ یہ قال نہیں حال ہے۔ جاننا چاہیے کہ درویشی کی اساس عشق ہے اگر طالب اللہ کی فطرت میں عشق

نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ یہ ازلی نعمت بے بہا قریب قریب ہر مسلمان میں پوشیدہ ہوتی ہے لہٰذا خود کو پہچاننے کی کوشش کرنی چاہیے اور خود شناسی بغیر مرشد کامل کے محالِ قطعی ہے۔

اے اللہ کے بندے! دوریش کی دولت چاہیے تو عاشق بن، مثل مجنوں اپنی اَنا کو بھول جا! اپنے ازلی دشمنوں کو پہچان کہ یہ تیرے قتل کے درپے ہیں۔

نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

**الدُّنیَا حُلْوَةٌ خضرةٌ وَّاِنَّ اللّٰہ مُسْتَخْلِفَکُمْ فِیْهَا فَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْن فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوا النِّسَآءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَتْ فِی النِّسَآءِ۔**

"دنیا شیریں اور سبز ہے تحقیق کہ اللہ تم کو خلیفہ بنانے
والا ہے پس دنیا میں دیکھتا ہے کہ تمہارا عمل کیسا ہے!
کہ تم بچو (حرام) دنیا سے اور بچو عورتوں کے (فتنہ
سے) پس تحقیق کہ بنی اسرائیل میں (سب سے)
اوّل فتنہ عورتوں کے سبب برپا ہوا تھا۔"

اے طالب اللہ! جاننا چاہیے ابلیس کی ملکیت صرف دولت اور دنیا ہے یہی دو چیزیں پیش کر کے کہ سالکِ راہِ خدا کو گمراہ کرتا ہے خبردار! کہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا ورنہ مرتبہ عشق یا دولتِ عشق سے رہ جائے گا ۔ **قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ** (النساء ۴:۷۷) کہو کہ دنیا کہ سرمایہ تھوڑا سا ہے یہ وہ سرمایہ ہے جو ازلی دشمنِ انسان یعنی شیطان کے حوالے کیا گیا ہے۔ جب



طالب اللہ صراطِ مستقیم پر چلنا چاہتا ہے تو شیطان اس سرمائے کا لالچ دے کر گمراہ کر دیتا ہے تیرا نفس تیرے تن میں حاکم کے مانند حکمراں ہے۔ اس کی مرغوب و پسندیدہ شئی صرف عورت ہے کہ تو اس فتنے میں مبتلا نہ ہو جانا۔ شریعت مطہرہ پر مکمل عامل رہنا کہ راہِ نجات اور صراطِ مستقیم ہے۔

ہجوم میں بھٹکنے کا خدشہ ہے تو تنہائی اختیار کرنا چاہیے تنہائی نبی کریم ﷺ کی محبوب ہے۔ تنہائی اور تصورِ شیخ تیری تکمیل کے لئے کافی ہیں۔ اس نجس دنیا سے شہرت کی امید مت رکھ، گمنامی کی غار میں پوشیدہ ہو جا تا کہ تو سلامتی کے ساتھ پار اتر جائے! **الشهرة افة یرضیها کل والحمولة راحة لا یرضیها احد** ۔ شہرت وہ آفت ہے جس کو ہر شخص پسند کرتا ہے اور گمنامی راحت ہے جسے کوئی پسند نہیں کرتا۔ ظاہری گمنامی خلوت اور غار نشینی سے ظاہر ہے خلوت نشینی سے انسان کا ظاہر باطن کے موافق ہو جاتا ہے یا جب ظاہر و باطن میں موافقت پیدا ہو جاتی ہے تو ظاہر باطن کے غار میں چلا جاتا ہے۔ اے عزیز تو بھی شہرت سے بھاگ اور قطب الاقطاب حضرت شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مانند بارہ سال غار کی خلوت نشینی اختیار کر کہ یہاں تیرا ہمنشیں اللہ جل وشانہٗ کے سوا کوئی غیر نہیں ہوتا۔ یہ سنت نبوی ﷺ بھی ہے کہ آپ نے اعلانِ نبوت سے پہلے غار حرا کو پسند فرمایا:

در کوئے تو عاشقاں چناں جان دہند
کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز
"تیرے کوچے میں تیرے عاشق اس طرح جان دیتے

ہیں کہ جس کی حضرت عزرائیل کو بھی خبر نہیں ہوتی۔''

اے طالب اللہ! عاشق پر جب محبوب کی ایک نظر پڑتی ہے یا جمال جہاں آراء کی ایک تجلی ہوتی ہے تو اس حال کو قال میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

از شریک نکہت گشت مست
ہم بت ہم بت گرو ہم بت پرست

''(اے معشوق) تیری ایک نظر سے بت بت گر اور بت پرست تمام مست ہو گئے اس راز کو مرشد کامل سے پانا چاہیے۔''

اے طالب اللہ! عشق پیدا کر کہ یہی اس راہ کا حقیقی رہبر ہے یہی تجھے منزل مقصود تک پہونچا دے گا۔ جانتا ہے منزل مقصود وصالِ خداوندی کو کہتے ہیں قطرہ قطرہ نہ رہے بلکہ دریا سے ملکر دریا بن جائے۔

توز خود گم شو وصال اینست وبس
تو مباش اصلا کمال اینست وبس

تو خود سے غائب ہو جا وصال یہی ہے
اصلاً تو فنا ہو جا کمال یہی ہے

ترجمہ: اے اللہ کے نیک بندے، جب تیری رہبری کرتا ہے تجھے تجھ سے غائب کر دیتا ہے اور خدا حاضر ہو جاتا ہے یعنی خدا کی حضوری اس وقت تک ممکن نہیں جب تک تو خود سے غائب نہ ہو جائے۔ یا جب تک



تو راہِ عشق میں فنا نہیں ہو جاتا تیری ذات کو کمال ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔

چوں قطرہ غرق دریا شد چہ باشد
وجود قطرہ جز دریا نباشد

''جب قطرہ غریق دریا ہو گیا، سمجھو بے وجود ہو گیا۔ اب دریا اور قطرے میں نہ فرق رہا نہ امتیاز۔''

حدیث پاک ''**وهو الاٰن کما کان لا تغیر فی ذاته و صفاته فی حدوث الاکوان** ۔'' اے طالب اللہ! اللہ عزوجل آج بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا نہ اس کی ذات میں تبدیلی واقع ہوئی نہ صفات میں، حدوثِ عالم اکوان کے اندر۔

اے طالب اللہ! جب تک تجھے تیری ذات کا عرفان حاصل نہیں ہو سکتا تب تک تو اس حدیث پاک کے رموز کو نہیں پا سکتا کیونکہ ذات ذات کا آئینہ ہے۔ **المومن مراۃ المومن** اسی طرح اشارہ ہے اگر اس رمز کو نہیں سمجھا تو رمز اللہ الصمد کو نہیں سمجھ سکتا۔ ذرا غور کرو! اللہ جل شانہٗ کی شان اللہ الصمد ہے یعنی ہر شی سے بے نیاز ہے تو اس نے تجھے پیدا کیوں کیا؟ تجھے مارے گا کیوں؟ قبر و حشر سے گذارے گا کیوں؟ جنت یا جہنم میں داخل کرے گا کیوں؟ اگر غور کریں تو ان افعالِ حقہ سے تو شان بے نیاز ثابت ہوتی ہے؟ (معاذ اللہ) جب کہ اللہ جل شانہٗ کی ذات ہر نیاز سے بے نیاز ہے۔ یہ کیا راز ہے؟ یہ کیا بھید ہے؟ جب تک تجھے پیر کامل میسر نہیں تب تک ان

اسرار کو تو کس طرح سمجھ پائے گا؟ اور اگر ان اسرار کو نہیں سمجھا تو ''اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً ؕ (البقرہ ۲:۳۰) میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں'' کا تقاضہ کیسے پورا ہوگا۔ یا وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾ (الذّٰریٰت ۵۱:۵۶) ''نہیں پیدا کیا ہم نے جن اور انسان کو مگر عبادت کیلئے۔'' عبادت سے مراد اللہ کو پہچاننا ہے۔ اگر تو نے اس زندگی میں اس حقیقت کو سمجھ کر اپنے رب کو پہچانا تو قالو بلیٰ کا کیا ہوگا؟

اے طالب اللہ عشق پیدا کر! بغیر عشق کے ان اسرار کا سمجھنا محال ہے۔ **حاسبوا قبل ان تحاسبوا!** اپنی نیکی اور بدی کا حساب کر و قبل اس کے کہ تمہارا حساب ہو۔

ہر خیال غیر حق را دزد دان
ایں ریاضت سالکاں را فرض دان
''خیال اغیار یعنی خیال ما سوا اللہ کو رہزن سمجھ اور اس
کام کو خود پر فرض قرار دے۔''

اے طالب اللہ! جب تیری یہ حالت ہوجاتی ہے تو اہل کمال کے زمرے میں داخل ہوجاتا ہے کہ یہی تیرا کمال ہے جب تیرا ظاہر باطن سے ہم آہنگ ہوجاتا ہے تو سمجھ لے کہ تو مقامِ قلب میں آچکا ہے۔

حضرت مولینا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مابروں را ننگریم وقال را = مادروں را بنگریم وحال را

اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے ہم ظاہر اور ظاہری اقوال کو نہیں دیکھتے بلکہ



باطنی حالت کو دیکھتے ہیں۔ اے طالب اللہ! عشق پیدا کر کہ یہ جوہر ازلی تیری فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ عشق لفظ عربی ہے مگر قرآن مجید میں کہیں نظر نہیں آتا کیوں؟ اس میں کیا راز ہے پیر کامل سے جاننا چاہیے۔

جب عشق راہ فقر کی طرف ہدایت کرتا ہے تو طالب خدا کو فقیر بنا کر ''**اذاتم الفقر فھو اللّٰہ**'' جب فقر تمام ہوتا ہے وہیں اللہ ہوتا ہے کہ مقام پر فائز کرتا ہے۔

فقر کیا ہے؟ فقر سے حکمت، توحید و معرفت کا حصول ہوتا ہے۔ فقر سے قلب نور سے معمور بلکہ عرش اللہ اور بیت المعمور ہوجاتا ہے فقر رازِ الٰہی ہے جس سے فنا بقا اور لقا کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ فقر سے جمعیت جمال کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ جب سالک مقام دیدار میں جاتا ہے نفس فنا ہوجاتا ہے اور روح سے بقا کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ فقر کے نور سے خود ایک رازِ الٰہی بن جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **الفقر فخری والفقر منی** ''فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے'' اور اس حقیقت کا منکر کافر و مرتد ہے۔ ازلی سعید عالم کو فقیر حقیقی سے فقر کا حصہ عطا ہوتا ہے۔

عالم ہو یا جاہل ہر وجود کم از کم تین اشیاء کا مرکب ہے نفس، قلب اور روح۔ **نفس** شہوانی خواہشات اور طویل عمری کا طالب ایک سیاہ کتا ہے جس کی شناخت پیر سے حاصل کرنی چاہیے۔

**قلب:** ازلی سے نور دیدار خداوندی کا طالب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوتا ہے۔

## روحِ دیدارِ الٰہی کی دائماً مشتاق ہے

روح : روح دیدارِ الٰہی کے بغیر پرسکون نہیں رہ سکتی اور یہ ازل سے دیدار وقرب کی متمنی ہے۔ دیدار قلب کی آنکھ سے ہوتا ہے اور جس نے وعدۂ الست بھول گیا ہو اُسے ''سخن کن'' ہرگز یاد نہیں آتا۔ اگر ''سخن کن'' یاد نہ آئے تو ''کن'' کے نور سے محروم رہ جاتا ہے اور کن کے نور سے اگر محروم رہا تو طالب اللہ دیدارِ خداوندی سے محروم رہ جاتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ راہِ عشق سے راہِ فقر اور راہِ فقر سے سلطان الفقر تک سائی حاصل ہوتی ہے اس راہ میں طالب اللہ کا حوصلہ بلند ہونا چاہیے اور استغراق یعنی فنا سے ابھرنے کی صلاحیت ازلی کا حامل ہونا چاہیے ورنہ بحرِ حیرت میں آکر کئی طالبان خدا اناالحق! اناالحق کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔

## دعوائے اناالحق کیا ہے؟

خود سے خود کو غائب کرنے کا نام فنا ہے۔ قول، فعل، نقل وحرکت تمام بندے کے نہ رہے بلکہ ہر فعل میں فاعل حقیقی کارفرما رہے۔ **وما ینطق عن الھویٰ** وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرنے کا مصداق ہو جائے تو بات ہے ورنہ جو شخص دریا میں غرق ہو گیا مگر ہاتھ پیر مار رہا ہو یا چلاّ رہا ہو کہ ''میں غرق ہو گیا، میں غرق ہو گیا'' تب بھی وہ مکمل غریق نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اسے استغراق کہتے ہیں۔ بس اسی حالت کا نام اناالحق ہے۔ مگر فقیر کامل کے نزدیک



یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں۔

**رازِ انا العبد:** اس دعویٰ سے تو بڑا دعویٰ **اناالعبد** ہے۔

میں ''عبد'' یا بندہ ہوں یہ بڑا دعویٰ ہے اس مقام میں جب نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پہونچے تو سبحان اللہ! **مَاعَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ**۔ میں عبد ہوں کہ تیرا حق عبادت ادا نہ ہوا۔ کا اقرار فرمایا جو **اناالحق** کہتا ہے وہ اپنے آپ کو عدم میں پہنچا کر منتشر ہو جاتا ہے۔ **اناالحق** (میں حق ہوں) اسی حالت استغراق سے نظریہ ''ہمہ اوست'' یعنی سب کچھ وہی ہے کا آغاز ہوا مگر جو **انا العبد** کہتا ہے بعض بزرگوں کے نزدیک دو ہستیوں کا اثبات کرتا ہے یعنی ایک خود کی دوسری خدا کی ہستی مگر اس مقام میں ایک راز ہے۔ یہ خود کو بھی دیکھتا ہے خدا کو بھی دیکھتا ہے۔ اور یہ غریق بھی نہیں جیسے غریق آب۔ مکمل غریق وہ ہے جس سے فعل اور حرکت سرزد نہ ہو بلکہ اس کی حرکت پانی کی حرکت سے ہو۔ اے طالب اللہ! اپنے آپ کو پہچان اپنی ذات کو پہچان کہ تو ازلی فقیر ہے اور ظالم نفس نے اس ازلی تاج کو تیرے سر سے اتار لیا ہے۔ یہی وقت ہے پہچان خود کو پہچان۔ ورنہ کیا بھروسہ ہے زندگانی کا؟

☆☆☆

# خودشناسی سے خداشناسی حاصل ہوتی ہے

## من عرف نفسه فقد عرف ربه

''جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے رب کو پہچانا''

بعض صوفیان کرام کے نزدیک یہ حدیث پاک ہے بعضوں کے نزدیک یہ کسی بزرگ کا قول ہے۔ بعض کے نزدیک توریت کی آیت ''اِعرف نفسک تعرف ربک'' خودشناسی پر خداشناسی منحصر ہے۔ الغرض اے طالب اللہ! ہمارے نزدیک بھی یہ حدیث پاک ہی ہے بغیر کسی اختلاف کے۔

اے عزیز! جاننا چاہیے کہ یہ خودشناسی بھی اللہ جل وشانہٗ کی عطا اور محض توفیق سے حاصل ہوتی ہے ورنہ ساری عمر کتب ورسائل کے مطالعہ میں صرف کرلے خواہ عبادات وریاضات کی مشقت برداشت کرلے بجز ثواب کے خودشناسی اور خداشناسی کا مرتبہ ہرگز نہیں حاصل ہوسکتا۔

آں را کہ بداند بداند بداند
کاں را کہ نداند نداند نداند

''جس کو عطا کرنا تھا عطا کردیا جس کو نہ عطا کرنا تھا
نہیں دیا کچھ نہیں دیا۔''



غور کرنا چاہیے کہ وہ کیا کرے جو خدا سے ہی نہیں خود سے بھی ناشناس ہے یا جو خود سے فراق اور خدا کی ہجر کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ الاستقَامَةُ فوق الکرامة کے مطابق مستقیم اور صابر رہتا ہے۔ اس راہ میں صبر بھی ایک قسم کی موت کے مانند بے حد تلخ وترش جام ہوتا ہے اور سالک ہر سانس میں دوست کی دوستی کا دم بھرتا رہتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ سانس اللہ جل شانہٗ کی نعمتوں کا دسترخوان ہے جس سے انسان کو ہر لمحہ ایک نئی زندگی عطا کی جاتی ہے۔ نبی کریم رؤف الرحیم وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء۲۱:۱۰۹) ارشاد فرماتے ہیں کہ جو سانس یادِ الٰہی کے بغیر نکلے وہ مردہ ہے۔ اے طالب اللہ! ذرا غور کر اس میں کیا راز ہے؟ ورنہ تجھ سے پوشیدہ ہوجائے گا جس کی پہچان کے لئے تجھے پیدا کیا گیا ہے۔ نیز نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وجودک حجاب بینی وبینک'' یعنی تیرا وجود ہی تیرے اور تیرے رب کے درمیان حجاب یعنی پردہ ہے کب تک حجاب میں رہے گا اگر یہاں حجاب میں رہے گا وہاں بھی حجاب میں رہے گا۔ تجھے سب کچھ اسی حیاتِ طبعی میں کر گزرنا ہے ورنہ تیرا اس دنیا میں آنا ہی تیرے وعدۂ الست کے خلاف گواہ ہوجائے گا۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل ۱۷:۷۲) و دنیا کا اندھا ہے وہ آخرت کا اندھا ہے یعنی جو دنیا میں اس کا دیدار اور پہچان حاصل نہیں کرتا وہ آخرت میں بھی محروم ہی رہے گا۔

## حقیقت دیدار کیا ہے؟

اس معمہ کو مرشد کامل ہی حل کرسکتا ہے کیونکہ دیدار لذتِ حقیقی کا نام ہے کہ جو بیان سے بیان میں نہیں آتی قول سے قال میں نہیں سما سکتی! اس کی شرح کیلئے زبان حال چاہیے نہ کہ قال، اگر مرشد کامل کا فیض وفضل تیرے شامل حال ہے تو جلال سے غرق جمال اور مقام دیدار نصیب ہوجائے گا۔ اگر مرتبہ دیدار حاصل نہ ہوتو سا لک راہ خدا کے پاس سوائے خالی سانسوں کے، اور ثوابِ مشقت کے اور کیا رہ جاتا ہے۔ دل کو لہو کیا، لہو سے وضو کیا۔ اور بارگاہ عشق میں قدم رکھا پھر بھی مراد اگر حاصل نہ ہوتو مرید کیا کرے؟ دل ہے کہ معشوق کے عشق میں بے چین و بے قرار ہے اور معشوق ہے کہ لباس غیر میں جلوہ نما ہے! کبھی آنکھ سے مستور ہے! کبھی آنکھوں میں جلوہ افروز ہے۔ عاشق زار کی کیفیت کبھی دھڑ کتے دل میں دھڑک کر بہک جاتی ہے کبھی شہ رگ سے قریب سکون پاتی ہے! ہائے افسوس تمام عمر کتابوں کی نذر ہوگئی مگر عالم زہد کو نہ شہ رگ کی خبر ہوئی نہ شہ رگ سے قریب کا پتہ ملا۔

## شہ رگ کیا ہے؟

اے عاشق بے قرار! شہنشاہ وہ ہوتا ہے جس کے دم سے رعایا کو قوت وحیات نصیب ہوتی ہے شہنشاہ مہربان عادل سلطان ظل اللہ یعنی زمین پر اللہ کا سایا ہوتا ہے جس کے دم قدم سے ملک اور رعایا کو امن وامان نصیب ہوتا ہے شہ رگ وہ ہے جس کے دم قدم سے جسد انسانی کے ہر رگ وریشے کو



ہر پل، ہر گھڑی، حیات جدیدہ میسر آتی ہے۔ شہ رگ وہ ہے جو نہ کاٹے سے کٹتی ہے نہ چھونے سے محسوس ہوتی ہے۔ شہ رگ وہ ہے نہ آنکھوں سے دیکھتی ہے نہ آنکھوں سے اوجھل ہے۔ شہ رگ وہ ہے جو نہ مقید ہے نہ آزاد ہے۔ شہ رگ وہ ہے جو نہ خدا ہے نہ بندہ ہے۔ یہ خدا سے بھی ہے۔ یہ بندے سے بھی ہے۔ ارشادِ باری ہے: وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ ﴿۱۶﴾ (ق ۵۰:۱۶) میں تیری گردن شہ رگ سے نزدیک ہوں یہ گردن سے قریب بھی ہے اور دور بھی ہے۔ یہ شاہ بھی ہے یہ غلام بھی ہے یہ رگ میں بھی ہے ریشے میں بھی۔ یہ رگ ہے مگر رگ نہیں۔

اے طالب خدا بیا! اس ضمنی گفتگو کے بعد نفس مضمون پر آتے ہیں۔ جانتا ہے اس معشوق بے نیاز کے ہزاروں عشاق راہِ عشق میں بے دست وشکستہ پا ہوتے ہیں۔ ہر دم اضطراب میں مبتلا بے قرار بر سر دار قرار پانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ آنکھیں پتھرا جاتی ہیں نظر مردہ ہوجاتی ہے (غیر کے دیدار سے) اگر وہ کرم کی نظر کرے تو الحمدللہ نگاہِ عاشق کو نور عطا ہوجاتا ہے وہم کو فہم میں تبدیل کرکے ذاتِ انسانی کو خطراتِ نفسانی سے پاک کرکے عرش قلب پر جلوہ فرما ہوتا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں علم اور عقل کے تمام جھگڑے ختم ہوجاتے ہیں۔ جسد انسانی کا ہر رگ وریشہ حتی کہ بال بال ھو ھو کے نعرے لگاتا ہے۔ عاشق اس بازگشتِ ھو میں ہو بہو ہوجاتا ہے۔

اے طالب صادق! مقام تفرقہ سے نکل، کب تک پھنسا رہے گا علم نفس سے آزاد ہوجا، تا کہ تجھے نفس وشیطان، خناس وخرطوم، خطرہ ووسوسہ،

خلق اور دنیا، کفر واسلام، خیر وشر، جنت وجہنم کو دائرۂ عشق میں لا کر معرفت کی سِل پر سرمہ کی طرح پیس کر عشق کی آگ میں جھونک کر راکھ کر کے راکھ کو دریائے توحید کے حوالے کرنا نصیب، تاکہ تجھے مقام لَا یُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ (الکہف ۱۸:۱۱۰) ''یعنی اپنے رب کی عبادت میں کسی غیر کو شریک نہ کر'' کا مقام حقہ حاصل ہوجائے۔

اے سعیدِ نازل! اے طالبِ ازلی۔ یہ تیرا ازلی حصہ ہے اس راہ میں ثابت قدم رہ۔

درسابقہ چوں مدار عالم دادند
ماناکہ نہ برمرادِ آدم دادند

زاں قاعدہ قرار کاں روز افتاد
نہ بیش بکس وعدہ نہ کم دادند

''جب بنائے اَزَل رکھی گئی ہر شخص کا حصہ مقرر
کر دیا گیا۔ جس کے نصیب میں جو کچھ مقرر ہوا اس
سے نہ زیادہ ملا نہ کم ملا۔''

اے طالبِ صادق یقین محکم رکھ مایوس نہ ہو آج نہیں تو کل تیرا ازلی حصہ تیرے ہاتھ آئے گا۔ اگر تو مرشد کامل رکھتا ہے تو مرشد سے پہلے اپنی شناخت حاصل کر، اور اگر تو خودشناس وخودآگاہ ہوگیا تو تو خود اس راستے کا پہلا قدم، خود راستہ اور خود منزل ہوجائے گا۔ نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انا من نور اللّٰہ و کل خلائق من نوری



''میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوقات میرے نور سے ہیں۔ یہ کیا راز ہے۔ خود کو پہچان کہ تو نور نبی ﷺ سے ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی گئی تو رب قدیر نے روح کو حکم فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں داخل ہوجا حسبِ منشاء خداوندی روح جب جسد حضرتِ آدم میں داخل ہوئی فوراً باہر نکل آئی اور فریاد کرنے لگی کہ آدم کا باطن انتہائی تاریک ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی رحمتِ کاملہ جوش میں آئی اور نورِ محمدی ﷺ کو آدم علیہ السلام کے باطن پر متعین کر دیا اور روح سے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ اے روح اب داخل ہوجا۔ پھر روح داخل ہوئی اور اپنے خالق سے کہا اے اللہ تیرا شکر ہے اور میں یہاں مطمئن ہوں۔

اے طالبِ صادق! اب ذرا غور کر تیری ذات نور محمدی ﷺ سے ہے یعنی ذاتِ انسانی نور ہے اور جسم انسانی ترکیب عناصرہ کا مجسمہ ہے۔ اپنی ذات کو پہچان اگر وہ نہیں تو روح نہیں اگر روح نہیں تو تو نہیں۔

**خلاصۂ بحث:** تیری ذات کیا ہے؟ نور ہے۔ یہ نور کیا ہے؟ نور محمدی ﷺ سے ہے۔ اور نورِ محمدی ﷺ کیا ہے؟ نور اللہ جل شانہٗ ہے۔ نور کیا ہے؟ ''نور'' نورِ ذات ہے۔ نورِ ذات کیا ہے؟ نورِ ذات اسم اللہ ذات ہے۔ اسم اللہ ذات کیا ہے؟ اسم اللہ ذات کلمۂ طیبہ کی تشریح ہے کلمۂ طیبہ کیا ہے؟ قرآن مجید کی تشریح ہے۔ قرآن مجید کی تشریح احادیث کریمہ اور سیرتِ محمدی ﷺ ہے۔ احادیث کریمہ اور سیرتِ محمدی ﷺ کیا ہیں؟ دین محمدی ﷺ ہے۔ دین محمدی ﷺ کیا ہے؟ ظاہر میں ظاہر محمدی ﷺ اور

قرآن حکیم ہے۔ باطنِ محمدی ﷺ کیا ہے؟ باطن میں باطنِ محمدی ﷺ۔ معانی وحقیقتِ قرآن مقدسہ ہے یعنی ظاہرِ محمدی ﷺ شریعتِ مطہرہ ہے اور باطنِ محمدی معرفت اور تصوف ہے۔ تصوف کیا ہے؟ عین دین اسلام ہے۔ تصوف کیا ہے؟ مکمل ادب ہے۔ ادب کیا ہے؟ وہ جس کے سائے میں روح محفوظ ہوتی ہے۔ تصوف کیا ہے؟ مذہب صوفیانِ باصفا ہے۔ تصوف کیا ہے؟ عین ذاتِ انسانی ہے۔

عین ذات انسانی کیا ہے؟ رمز صفی اللہ ہے۔ رمزِ صفی اللہ کیا ہے؟ تشریح آدم خلیفۃ اللہ ہے۔ آدم خلیفۃ اللہ کیا ہے؟ اِنَّ اللّٰہ خلق آدم علٰی صورتہ۔ بیشک آدم کو میں نے اپنی صورت پر پیدا کیا کا خلاصہ صورتِ خدا ہے۔ خلاصۂ صورتِ خدا کیا ہے؟ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرہ ۲:۳۱) یعنی آدم کو میں نے تمام علوم سکھائے کا دیباچہ ہے؟ اسماء کلھا کیا ہے؟ علوم باطن ہیں۔ علوم باطن کیا ہے؟ تصوف ہے۔ تصوف کیا ہے؟ عین قلب مومن ہے۔ قلب مومن کیا ہے؟ عرش اللہ تعالیٰ ہے۔ عرش تعالیٰ کیا ہے؟ نور ہے۔ پس نور ہی نور پر قرار پکڑتا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں اسم اللہ طیب وطاہر ہے پس یہ طیب وطاہر شئے میں قرار پکڑتا ہے۔ تصوف کیا ہے؟ سرِّ ذات انسانی ہے۔ ذات انسانی کیا ہے؟ نور وقلب انسانی ہے۔ نور وقلب انسانی کیا ہے؟ عاشق ہے؟ عاشق کون ہے؟ وعدۂ الست کو وفا کرنے والا ہے۔ وعدۂ الست کیا ہے؟ سرِّ کن ہے۔



# حقیقت تصوف

تصوف کی اصل ''علم آدم الاسماء کلھا'' اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علوم سکھائے۔ یہ وہ علوم ہیں جن سے ابلیس بالکل ناآشنا تھا۔ یہ وہ علوم ہیں جو ''اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (البقرہ ۲:۳۰) ''میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں'' کا رازِ عمیق ہیں۔ یہ وہ راز ہیں جو الانسان سری وانا سرہٗ۔ ''انسان میرا راز ہے میں انسان کا راز ہوں'' کا خلاصہ ہیں۔

یہی وہ علوم ہیں جو حضرت آدم کو خلیفۃ اللہ و آدم صفی اللہ کا اعزاز عطا فرماتے ہیں۔ لفظ صفی پر اگر غور کریں تو صفی سے مقام صفا حاصل ہوتا ہے اور اہل مقامِ صفا کو صوفی کہتے ہیں اور مقام صفا وہ نور ہے جس کے سائے میں روح کو مرتبہ سکون حاصل ہے۔ تصوف کی اصل اگر حضرت آدم کی خلافت میں پوشیدہ نہ ہوتی تو حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ کیوں کہا جاتا؟ الغرض یہ وراثت پدری حضرت شیث علیہ السلام کو حاصل ہوئی تو بعض اہل تحقیق صوفیان کرام نے حضرت شیث علیہ السلام کو روئے زمین پر مذہب تصوف کا امام تسلیم کیا۔ بعض صوفیانِ باصفا نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو مذہبِ تصوف کا امام مانا۔ بعض اہل اللہ فنا فی اللہ نے حضرت مولا علی مشکل کشا مظہر العجائب والغرائب کو تصوف کا امام اوّل قبول کیا اور سند میں اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا'' اس حدیث پاک کو پیش کیا۔ بعض محققانِ کرام نے اصحابِ صفہ کے

اشغالِ مقدسہ کو تصوف کی اصل قرار دیا۔ بعض اہل تصوف حضرات نے صوف یا اون کی گدڑی پوش فقراء کے شغل ترکِ الدنیا کو تصوف کی اصل یا مذہب تصوف کی بنیاد بتایا۔ مگر مجھ حقیر فقیر کا اتفاق حضرت آدم علیہ السلام کے آدم صفی اللہ ہونے کے اعزاز میں ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کی خلافت کا سرچشمہ ہی نور نبی کریم ﷺ ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اگر خلیفۃ اللہ نہ ہوتے تو حضرت آدم صفی اللہ بھی نہ ہوتے۔ پس نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذاتِ والا صفات کا نور ہی آدم علیہ السلام کی خلافت میں صفی وصفا تھا۔ اور یہی وہ نور ہے جس نے حضرت آدم خلیفۃ اللہ کو صفی اللہ بنایا۔ یہی وہ نور ہے جس سے شاہراہِ اسوۂ حسنہ یا صراط مستقیم کا راز ہے۔

ورنہ آپ انا ابو الآدم کیوں فرماتے۔ عزیز من! تصوف کو سمجھنے سے پہلے نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ آپ کی حیاتِ ظاہری آپ کی ذاتِ مبارکہ کی تشریح ہے آپ کا ظاہر باطن ہے آپ کا باطن ظاہر ہے اور تو یہی مذہب تصوف کی بنیاد ہے کہ انسان کا ظاہر و باطن یک رنگی ہو جائے یا ظاہر و باطن میں کوئی تضاد نہ ہونے پائے۔

قرآن مقدسہ اور احادیث کریمہ کیا ہیں؟ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہیں اور یہی سیرتِ طیبہ تصوف کا اصل ماخذ ہے۔ تمام خلفاء راشدین، ائمہ اہل بیت، تمام صحابۂ کرام، تابعین و تبع تابعین کی تعلیمات میں جسمانی تعلیمات کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت، بیعت و ارادت، رشد و ہدایت عبادت و ریاضت، ذکر و اذکار شغل و اشغال محاسبہ و مجاہدہ، اسرار و معارف



مراقبہ و مشاہدہ اور مرتبۂ قرب کے دروسِ عبرت پوشیدہ ہیں۔ ان تمام تعلیمات کے مجموعہ کا نام اگر تصوف نہ رکھا جاتا تو وہ مقامِ صفا کس طرح حاصل ہوتا۔ جو عین منشائے محمدی ﷺ ہے۔ یہی تو روح اسلام ہے جس کو آج ہم تصوف کہتے ہیں لفظ تصوف کی اصطلاح میں ہزار اختلاف سہی روح تصوف سے یعنی نور محمدی ﷺ کے تعلق سے انکار صریح کفر ہے۔ آہ وقت کی ستم ظریفی نے انسان کو ذاتِ انسانی سے موڑ کر نفسِ انسانی میں مشغول کر دیا۔ آہ! شومئی قسمت کہ علماء ظاہر نے روح سے اعراض کر کے صرف ڈھانچے کو آراستہ کرنا شروع کر دیا کہ نتیجتاً اسلام وہ ہو گیا جسے ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ کس قدر ضعیف و نحیف ہے۔ ہماری مراد مطلق یہ نہیں کہ علماء ظاہر نے کچھ نہیں کیا۔ کیا بہت کچھ کیا اور کر رہے ہیں مگر نبی کریم ﷺ کے ظاہری تعلیمات میں اِس قدر مصروف ہو گئے کہ آپ کے باطنی علوم و تعلیمات اوراق قلب سے محو ہونے لگے۔

جاننا چاہیے کہ اتباع نبوی ﷺ دو اقسام میں منقسم ہے۔ پہلی قسم اتباعِ ظاہر یا صوری، دوسری قسم اتباعِ باطنی یا معنوی، اتباع ظاہر کا تعلق اتباعِ اسوۂ حسنہ ظاہر سے ہے اور اتباع باطن کا تعلق اتباعِ اسوۂ حسنۂ باطن سے ہے۔ ہمارے علماء ظاہر سے یہ بھول ہو گئی کہ انہوں نے ساری کی ساری توجہ علم ظاہر پر مبذول کر دی، نتیجہ میں علم باطن سے نا آشنائی کی گہرائیاں یا دوریاں اس قدر بڑھتی گئیں کہ علم باطن یا تصوف صرف ان لوگوں کا حصہ ہو کر رہ گیا جن کے ہم آج عروس منا کر یا فاتحہ پڑھ کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمیں راہِ نجات

حاصل ہوگئی۔

علم تصوف کے تعلق سے کوئی کہتا ہے کہ یہ عیسائیت کی دین ہے، کوئی کہتا ہے تصوف کیا ہے؟ فلسفۂ یونان کا نتیجہ ہے۔ جو فلسفیوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہندو ادھیا تمک یا ویدک یا روحانیۃ کا نتیجہ ہے۔ کوئی کہتا ہے تصوف وہ فن ہے جو بدھ دھرم سے اخذ کیا گیا ہے۔ الغرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ کاش انسان عقل سلیم کا استعمال کرتا اور تاریخ کا مطالعہ بغیر تعصب کے کرتا تو ان تمام سوالات کے جوابات مل جاتے۔

کئی مذاہب کے گرو پیشوا یا حکماء جب صوفیانِ کرام کے سامنے آتے تو بپھرے ہوئے شیر کی مانند آتے جب لوٹ کر جاتے تو بھیگی بلّی کی مانند جاتے۔ جب جب صوفیانِ باصفا کے سامنے غیر مذاہب کے رہبر مقابلے کے لئے آئے، منہ کی کھا کر لوٹ جاتے یا صوفیانِ کرام کا مذہبِ تصوف قبول کر لیتے۔ یہ مذہب تصوف کی حقانیت نہیں تو اور کیا ہے جئے پال جوگی حضرت عبداللہ بیابانی بن گیا۔

علم را برتن زنی مارے بود

علم را بر جاں زنی یارے بود

اگر علم کا استعمال نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے ہوگا تو زہر قاتل ثابت ہوگا اگر علم کا استعمال روحانی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کیا تو مددگار ثابت ہوگا۔



# خودشناسی

اے طالب صادق! ذرا اس حدیث پاک پر غور فرما پہلے ٹکڑے میں نفس کو پہچاننے کا ذکر ہے اور صوفیانِ کرام کے نزدیک اس قول میں نفس سے مراد ذاتِ انسانی ہے نہ کہ نفس امّارہ۔ نفس امّارہ تو انتہائی سرکش دشمنِ انسان ہے اور یہ تنِ انسانی میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے حکومت کرتا ہے اور انسان کو اپنی اطاعت پر مجبور کر دیتا ہے اور وقت آنے پر مکر جاتا ہے۔

نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے تمہیں گنتی کی سانسیں عطا فرمائی ہیں۔ بس سعیدانِ ازل کو سمجھنا چاہیے کہ مذکورہ حدیثِ پاک میں کیا درس پوشیدہ ہے تنفس بھی نفس کی مرغوب غذا ہے نفسہ میں ''ہ'' حرف اشارہ ہے اور عقلمند کو اتنا کافی ہے۔ ''اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ'' وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔ اے طالب اللہ! وقت کو ضائع نہ کر تضیع اوقات میں ہلاکت ہے۔ اے راہ گیر خدا! ''من عرف نفسه'' یہ وہ مقام ہے جہاں تجلیاتِ صفات کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ تیری ذات بھی اللہ کی ایک صفت کا مظہر ہے اور صفت نور ہے۔ ''تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ'' اللہ کے اخلاق کو پیدا کرو اسی طرف اشارہ ہے۔ جب سالک اپنی ذات کی حقیقت تک پہنچتا ہے تو اس کا سفر عین ذات کی طرف جاری ہو جاتا ہے۔ مگر سالک کو چاہیے مقامِ

ذاتِ انسانی میں بلند حوصلہ رہے اور ہر گھڑی تسبیح استغفار میں مشغول رہے کیونکہ اس مقام میں تجلی صفات کے استغراق کا احتمال رہتا ہے۔کبھی کبھی آئینہ ذاتِ انسانی میں انسان خود کو دیکھ کر خدا تصور کر بیٹھتا ہے اور **انا الحق یا سبحانی مااعظم شانی** کا نعرہ بلند کرنے لگتا ہے۔"**من عرف الله طال لسانه**" جس نے اللہ کو پہچانا اس کی زبان دراز ہوگئی۔اس قول پاک میں سالک راہِ خدا کے خود کو خدا تصور کرنے اور زبان درازی کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ استغراقِ تجلی صفات ہے نہ کہ تجلی ذات۔

تعجب ہے! صاحب فصوص الحکم حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ حضرت حسین بن منصور حلاج پر تجلیٔ ذات ہوئی اور وہ مقامِ فردانیت پر فائز تھے۔مگر فقیر کو اس قول سے بالکل اتفاق نہیں کیونکہ نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: **من عرف ربه فقد کل لسانه** جس نے اپنے رب کو پہچانا۔اس کی زبان گونگی ہوگئی۔اگر حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ پر تجلیٔ ذات ہوتی تو زبان گونگی ہوجاتی نہ کہ دراز ہوتی۔اور دعویٔ انا الحق کیوں کرتے یا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام میں نہ ہو کر مقامِ ذات تک پہونچتے تو آپ سبحانی مااعظم شانی کا نعرہ کیوں بلند کرتے؟ کیونکہ فقیر اس مقام میں یعنی تجلی ذات میں پہنچتا ہے تو مکمل محو ہو جاتا ہے اس عالم محویت میں خود کی خبر کہاں رہتی ہے؟ کہ وہ اَنا یا "میں" کہے۔

ہر کہ صاحب ہمت آمد مرد شد ☆ ہمچو خورشید از بلندی فرد شد

جو صاحب ہمت ہوا مرد ہوگیا اور سورج کی طرح بلند ہو کر فردانیت میں فرد



ہوگیا اور فردانیت کے فرد کی زبان گونگی ہوجاتی ہے۔

**طریق الحق بعیدٌ والسِرُّ مع الحق شدیدٌ**۔حق کی راہ دور ہے اور اس کا راز شدید ہے۔اے طالب اللہ! غور کر اس راہ کو خود سے تلاش کرے تو محال ہے اگر خدا مدد فرمائے تو بیڑا پار ہے **وماتوفیقی الاباللّٰہ** اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں اور راہ توفیق صرف اور صرف سنت والجماعت سے حاصل ہوتی ہے۔اگر تو پیر کامل رکھتا ہے سمجھ لے کہ تو راہِ توفیق پر آ گیا اور تیرا پیر دستگیر تیرا ہاتھ تھام کر تجھے تیری اپنی ذات تک پہنچادے گا اور اگر تو اپنی ذات تک پہنچ گیا تو پھر کیا مشکل ہے؟ کہ تیرے ہاتھ آئینہ ذات آ گیا۔

ناقص پیر قصاب کی مانند ہوتا ہے جانوروں کے اعضاء سے راہِ باطن اور وصول الی اللہ کی منزل طے کراتا ہے **نعوذباللّٰہ من فقر المکب منه** کے بل گرا دینے والی فقیری ہے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں۔گمراہ پیر کہتے ہیں کہ عشق کا دریا آنکھوں میں ہوتا ہے اور جب اس میں ہیجان پیدا ہوتا ہے تو مرد کے دماغ کا پوشیدہ نطفہ حرکت میں آ کر آنکھوں کی راہ سے خون میں گردش کر کے آبِ منی کے ساتھ رحم مادر میں داخل ہوجاتا ہے اور رحم مادر ہی کو گنج مخفی کہتے ہیں۔تو کیا اس گنج مخفی سے انسانی شکل میں خود خدا پیدا ہوتا ہے۔**معاذاللّٰہ ثم معاذاللّٰہ**! گویا ہر انسان خدا ہے۔**لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم** نیز یہ کہتے ہیں کہ آب منی ہی آب حیات ہے جس کو پی کر انسان باحیات پیدا ہوتا ہے۔اور جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کے تعلق سے کہتے ہیں کہ وہ خدا میں ہی ہیں جو لامکاں میں ہیں۔اگر ان

سے پوچھیں کہ یہ لامکاں کیا ہے؟ تو کہتے ہیں کہ یہ دماغ کی کھوپڑی ہے جہاں اندھیرا ہوتا ہے۔

اللہ کی پناہ جاہل علم ناآشناس شریعت مطہرہ کے دشمن پیر اس کوکھ شاستر کو **من عرف نفسه فقدعرف ربّه** کا راز ثابت کرتے ہے۔

اے علم ناشناس پیر بتا! کہ ''سخن کن'' سے پہلے کیا تھا؟ جب کہ نہ زمین تھی نہ آسمان، نہ زمینی مخلوقات تھے، نہ آسمانی مخلوقات تھے۔ نہ عرش تھا نہ کرسی، نہ لوح نہ قلم کا وجود تھا، نہ فرشتے نہ ملائکہ، نہ جنت نہ جہنم، **یاکنت کنزاً** کے اظہار سے پہلے۔ جب نہ نبی تھے نہ نبی کا نور تھا، نہ مکان تھا نہ لامکان۔ فقط ایک ذات تھی۔ ذات گنج مخفی، **کُنتُ کَنزًا مَخفِیًا** (میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا) وہ کیا ہے؟ جب کہ مخلوقات کا وجود ہی نہیں تھا تو کس سے چھپا ہوا خزانہ تھا؟ نہیں جانتا ہے تو سُن خود کے علم ذات بھی چھپا ہوا خزانہ تھا کیونکہ وہاں علم بھی نہیں تھا۔ علم تو تب آیا جب اس نے خود کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا: **فَاَحبَبتُ اَن اعرف فخلقت الخلق** پس میں نے چاہا کہ خود کو خلقت میں پہچانا جاؤں۔ علم تو تب آیا جب ذاتِ حق نے اپنا ذاتی نام ''اللہ'' تجویز فرمایا۔ جب اسم اللہ ذات کے علم کو وسعت دینا پسند فرمایا تو **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ** کے علم کو جاری فرمایا اور جب **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه** کے آئینے میں خود کا مشاہدہ کیا تو رسول اللہ کے نور کا معائنہ فرمایا، محمد رسول اللہ کی تشریح چاہا تو قرآنِ مقدسہ وجود میں آیا اور قران مقدسہ پر توجہ فرمائی تو دونوں عالم کی کوئی شئے قرآن مقدسہ سے باہر نہیں تھی۔ جب قرآن مقدسہ یعنی قدرت الٰہی کا نقشہ وجود



میں آیا تو دونوں جہاں کی ہر مخلوق کو پیدا فرمایا۔

اے برائے نام پیر بتا کہ اگر رحمِ مادر گنج مخفی ہے تو اللہ جل شانہٗ کی ذات سے پہلے۔ کون اور کس کی ماں تھی۔ جس کے رحم کو گنج مخفی قرار دیا جائے کہ جہاں ذاتِ حق پوشیدہ تھی؟ معاذ اللہ! اے علم کے اندھے پیر بتا کہ وہ نطفہ کون اور کس کا تھا؟ جو رحم مادر میں جا کر گنج مخفی ہو چکا تھا۔ اے زمانہ ساز پیر! تو اگر انسان کے دماغ کی کھوپڑی کو لامکاں کہتا ہے تو اللہ کس انسانی دماغ کی کھوپڑی کے لامکان میں تھا اس وقت جب کہ ذاتِ حق کے سوا کوئی وجود غیر ہی نہیں تھا؟ آب منی جو انتہائی نجس و ناپاک ہے اور جس کے اخراج کے بعد جب تک غسل نہ کرلیا جائے کوئی عبادت بھی قابل قبول نہیں ہوتی۔ معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ! آب منی کو اگر تو آبِ حیات تسلیم کرتا ہے تو کیا ہر انسان یہی پی کر باحیات ہے: **نعوذ بالله منه**! اگر آب منی آب حیات ہے تو کیا اللہ جل شانہٗ نے حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ یہی معاملہ فرمایا: **و لاحول و لاقوة الابالله العلی العظیم** کس قدر نجس ناپاک گمراہ کن خیالات یا دماغی اختراع کا نام تو نے علم معرفت رکھ لیا ہے جس کو تو دھڑلے سے تبلیغ و اشاعت کر رہا ہے۔

اے اللہ کے نیک طالبو! اے ازلی سعیدو، ایسے گمراہ کن پیروں سے انتہائی پرہیز کرنا چاہیے ورنہ دین اور دنیا دونوں تباہ ہو جائیں گے۔ **من قال لااله الاالله فدخل الجنة** جس نے کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا وہ جنتی ہے۔ کیا تمہارے لئے کلمہ طیبہ کافی نہیں ہے جو اپنے تباہ کن پیروں کے چنگل میں پھنس کر اپنے دین و دنیا کو تباہ کر رہے ہو۔ آئے دن خبریں آتی رہتی

ہیں کہ اس طرح کے گمراہ پیروں کو عوام پیٹ پیٹ کر رسوا کر رہی ہے ایسی خبریں سن کر بھی تم معاملات کی تحقیق کے عوض چشم پوشی کر کے ان جاہل پیروں کی پیروی کو قبول کر رہے ہو۔ اللہ تمہیں عقل سلیم اور صراطِ مستقیم عطا فرمائے آمین ثم آمین

اے عزیزو آیئے! جاہل پیروں کی پیری کے مذکورہ گمراہ کن سوالات کا حل آئینہ حقیقت میں تلاش کرتے ہیں۔

**سوال:** گنج مخفی کیا ہے؟

**جواب:** اس ذاتِ حق کو گنج مخفی کہتے ہیں جو وجود علم اور وجود غیر سے پہلے تھی ''الاٰن کما کان'' وہ پہلے جیسا تھا آج بھی ویسا ہی ہے۔

**سوال:** نطفہ کب اور کیسے پیدا ہوا؟

**جواب:** نطفہ وجود آدم علیہ السلام کے بعد آدم علیہ السلام کے دم قدم سے پیدا ہو۔

**سوال:** عشق کا دریا کیا ہے؟

**جواب**! العشق ھو النار! عشق ھو کی آگ ہے اور آگ کا دریا ہے۔

کہتے ہیں جس کو عشق وہ آساں نہیں غالب
اک آگ کا دریا ہے بس تیر کے جانا ہے

اے عزیز! عشق کا دریا ایک ایسا راز ہے جس کو صرف اور صرف قادری پیر کامل ہی افشاء کر سکتا ہے۔ نہیں! نہیں!! یہ راز افشاء بھی نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ایک کیفیت یا عظیم حال ہے کہ جہاں سے گذرے بغیر سالک موتوا قبل ان تموتوا کی منزل تک نہیں پہونچ سکتا اور مقامِ قلب کی بجائے مقام خناس



میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔

**سوال:** آبِ حیات کیا ہے؟ لغت میں آب حیات کے معنیٰ ہیں ''حیات کا پانی'' حیات کی دو اقسام ہیں ایک حیات عارضی جو دنیوی ہے دوسری وہ جس کو حیات دائمی کہتے ہیں جو اخروی ہے۔ اے عزیز یہاں آبِ حیات سے مراد حیات دائمی اور اخروی ہے نہ کہ دنیوی، اور دنیوی حیات صرف مہلت نفس کا نام ہے کہ جس میں انسان کو حیاتِ دائمی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

**جواب:** تصوف کی اصطلاح میں آب حیات کہتے ہیں دیدار جمال خداوندی کو جو موتوا قبل ان تموتوا یعنی موت سے پہلے مرے بغیر ہرگز نہیں حاصل ہو سکتا۔ ان اولیاء اللہ لایموتون بل ینتقلون من دار الی دارٍ بیشک اللہ کے اولیاء مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں دائمی طور پر منتقل ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث پاک میں اس طرف اشارہ ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جس آبِ حیات کو نوش فرمایا وہ یہی ہے کہ مقام جمعیت جمال پر فائز ہو کر مظہر جمال خداوندی بن گئے۔

**سوال:** لامکان کیا ہے؟

**جواب:** مکان و لامکان علم تصوف کی اصطلاحات ہیں (دراصل لامکان مقام تجلی خداوندی کو کہتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہیے! جانوروں کے اعضاء کی نمائش سے علم معرفت ہرگز نہیں

ہوسکتا ایسا پیر قصاب تو ہوسکتا ہے مگر پیر کامل نہیں ہوسکتا پیر کیا ہوتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا پیر اپنے مریدوں کے درمیان رسول کے مانند ہوتا ہے یعنی رسول پاک کے علوم وراثتاً پیر کو حاصل ہونا چاہیے۔ پیر وہ ہوتا ہے جو مردار دنیا کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا بلکہ حرام تصور کرتا ہے پیر کی شناخت صرف ایک بات سے ہو جاتی ہے جس کو صرف کامل پیر ہی سمجھ سکتا ہے کہ وہ بات کیا ہے؟

ترکیب وتعریف عناصر کا نام علم معرفت یا علم تصوف نہیں ہے رنگ اور بے رنگ کی معلومات کا نام بھی تصوف نہیں ہے۔ روحیں کتنی ہیں؟ دل کتنے ہیں؟ نفس کتنے ہیں؟ وجود کتنے ہیں؟ عناصر کتنے ہیں؟ اور گن کتنے ہیں؟ بال کس کے؟ کھال کس کی؟ گوشت ماں کا، یا باپ کا؟ ہڈیاں ماں کی یا باپ کی؟ تن میں جوڑ کتنے ہیں؟ ہڈیاں کتنی ہیں؟ تن میں ڈیڑھ ہاتھ کی ہڈیاں کہاں ہیں؟ تن میں چالیس ٹانکے کہاں کہاں ہیں؟ ان بے تکے سوالات ولغویات کا نام جاہلوں نے علم معرفت رکھ لیا ہے۔ نعوذ باللہ! اگر کوئی جاننا چاہیے تو کسی ماہر طبیب سے پوچھ لیں یا طبی کتابوں میں پڑھ لیں یا کسی ڈاکٹر سے پوچھ لیں۔

علم معرفت تو صرف اور صرف کلمۂ طیبہ کے اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب پر موقوف ہے۔ علم معرفت کیا ہے؟ لا الہ سے صفات ہے الاّ اللّٰہ سے ذات ہے۔ علم معرفت کیا ہے؟ لَا اِلٰہ سے غیر اللہ کی نفی اور الا اللہ سے اللہ کا اثبات ہے۔ علم معرفت! وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾ (الذّٰریٰت ۵۱:۵۶) ''نہیں پیدا کیا ہم نے جن اور انسان کو مگر عبادت کے لئے



عبادت سے مراد اللہ کو پہچاننے کے لئے۔ اے نادان انسان تو یہاں اللہ کو پہچاننے کے لئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ بال اور کھال گننے کے لئے۔

**سوال:** منی کیا ہے؟ منی خدا کے قہر وغضب کا مادہ ہے۔ منی کیسے بنی؟

**جواب:** خدا کے قہر سے نور کی ضد نار سے پیدا ہوئی نار سے نفس اور ابلیس پیدا ہوئے۔ نفس وابلیس سے نجس منی پیدا ہوئی اور نجس منی سے دنیائے مردار ظاہر ہوئی۔ اگر پیر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اپنے مرید کو سیدھے سیدھے کلمۂ طیبہ سے نورِ ذات کی کنجی لے کر مرید کو کیوں نہیں دے دیتا تا کہ وہ اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے مرتبے کو پہونچ کر ہر خزانہ خود کھول سکے۔

بس اے طالب عزیز! کلمۂ طیبہ ہی ہر علم کی جان ہے۔ کلمۂ طیبہ ہی ہر علم کو گھیرے ہوئے ہے۔ کلمۂ طیبہ ہی ہر خزانے کو گھیرے ہوئے ہے۔ کلمۂ طیبہ میں کلمہ طیبہ کی کنجی پوشیدہ ہے۔ حاصل کر اور منزل مقصود کی طرف یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئًاللّٰہ کا نعرہ لگا کر گامزن ہو جا۔ من عرف نفسه کے طالبو کو چاہیے کہ مندرجہ ذیل مضمون پر خوب غور کریں شاید گوہر مقصود ہاتھ آ جائے ورنہ یہاں پر کامل پیر کی رہبری اختیار کریں۔ نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَن کُنتُ مَولاہُ فَعَلِیٌّ مولاہُ اللّٰھم والِّ مَنْ وَالَاہُ یعنی جس کا میں مولا ہوں حضرت علی بھی اس کے مولا ہیں اے اللہ دوست رکھ اس کو جو علی کو دوست رکھتا ہے نیز فرمایا: وعاد من عاداہٗ (دشمن رکھ اس کو جو علی کا دشمن ہے)۔ وانصر من نصرہ (مدد فرما اس کی جو مدد کرے علی کی)۔ واخذُل من

خزلہ (اور چھوڑ دے اس کو جو چھوڑ دے علی کو)۔ واذکر بحق ماھو حیث کان۔ (حق کو یاد رکھ جہاں کہیں بھی ہو)۔

رواز برائے سرور دیں خویش تاج ساز
زخاک پائے جواں مردو آل من والاہ
از دل عداوت او زر دار تا نخوری
زتیغ لفظ بنی زخم عاد من عاداہُ

''ترجمہ: جا کے اپنے دین کی خوشی کیلئے تاج بنا۔ کس شئے سے۔ اس جواں مردِ خدا کے قدموں کی خاک سے جس کے حق میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وآل من والاہُ اور حضرت علی کی حسد و بغض سے دل کو پاک رکھ۔ اسلئے کہ نبی کریم ﷺ کی ''وعاد من عادہ'' کی تلوار سے زخم نہ کھائے۔''

در معرفت علی نہ چوں است و نہ چند
در خانۂ حق زاو بجانش سوگند
نہ فرزندے کہ خانہ زادی وارد
شک نیست کہ باشدش بجائے فرزند

''ترجمہ: معرفت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بے مثال ہیں۔ قسم ہے اس جان کی وہ اللہ کے گھر یعنی کعبہ میں پیدا ہوئے۔ آج تک کوئی بچہ ایسا نہیں پیدا ہوا۔ جو اللہ تعالیٰ کا خانہ زاد ہو بیشک وہ حق کے نزدیک فرزند کی طرح ہیں۔''



نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَنَامَدِیْنَۃُ الْعِلْم وعلیٌ بابھا '' میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں۔'' اے طالب اللہ یہ بابِ درسِ من عرف نفسہٗ بھی ہے، من عرف ربہٗ بھی ہے۔

حضرت مولٰینا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب حق ادا کیا ہے۔

آفتابِ وجود اہل صفا ☆ وآں امام مؤمنین ولی خدا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اہل صفا اولیاء اللہ کے وجود کیلئے مثل آفتاب ہیں مومنوں کے امام اور اللہ کے ولی ہیں۔

آں امام قائم است بحق ☆ درزمین وزماں وارض وسماء

''آپ وہ امام ہیں جو حق کے ساتھ قائم ہیں زمین وزماں ارض وسماء میں۔''

اوست جانِ حقیقت انسان ☆ جملہ فانی شود او برجا

''آپ جانِ حقیقتِ انسان ہیں سب کچھ فانی ہے وہ قائم ہے۔''

تا شود روشنت کہ والی اوست ☆ بامن اے خواجہ کم کنی غوغا

''اے شور وغوغا کرنے والے بحث مت کر جب تک تجھ پر یہ روشن نہ ہو جائے کہ حضرت علی سب کے مولا ہیں۔''

سرِّ اودید سیّد کونین ☆ درشب قرب درمقام دنیٰ

''سرورِ کونین ﷺ نے شبِ معراج میں آپ کے راز کا مشاہدہ مقام او ادنیٰ میں کیا۔''

ازعلی می شنید نطق علی ☆ لعلی جز علی نبود آنجا

''علی نے علی کا کلام سنا اور علی کیلئے علی کے سوا کوئی نہ تھا۔''

زرہ نیست بے مشیت او ☆ از ثریٰ تا کہ فوق فرق ثرا

''تحت الثریٰ سے ثریا تک کوئی زرہ بھی ان کی مشیت کا مخالفت نہیں کیونکہ مشیت حق میں گم ہے۔''

عارفاں را جمال وقدرتِ قدر ☆ شادیٔ جاں مردم عرفاء

''تمام عارفان خدا کا حسن و جمال قدر وکمال حضرت علی سے ہے اور سب کی خوشی علی کے ''دم'' سے ہے۔''

ماہمہ زرہ ایم او خورشید ☆ ماہمہ قطرہ ایم او دریا

''ہم سب زرات ہیں وہ خورشید ہیں ہم سب قطرہ ہیں وہ دریا ہیں''

ماہمہ مردہ ایم او زندہ ☆ اہمہ پستی ایم او اعلیٰ

''ہم سب مردہ ہیں وہ زندہ ہیں ہم سب پست ہیں وہ اعلیٰ ہیں۔''

بندہ خانداں بجاں مے باش ☆ اگر بخواہد رس یہ تخت وروا

''تو جان ودل سے خاندان اہل بیت کا غلام ہو جا اگر تو تخت وتاج تک سائی چاہتا ہے۔''

اے طالب اللہ غور کر! حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا: ''سلونی مادون العرش ''یعنی پوچھو مجھ سے عرش اور عرش سے سوا پوچھنا چاہتے ہو! اللہ اکبر کیا مقام ہے؟

کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے!



ز ابتداء عدم تا بہ انتہاء وجود ☆ چنانچہ قدرتِ حق جل وذکرہ فرمود

کدام پنجتن آمد بعالم مقصود ☆ کہ جبرئیل ششم شاں نے تواند بود

''ترجمہ: (ابتدائے عدم سے انتہائے وجود تک قدرتِ حق سے پنجتن ایسے نوری وجود میں آئے کہ حضرت جبرئیل جیسا بھی چھٹا تن نہ بن سکا۔''

تا صورتِ پیوند جہاں بود علی بود ☆ تا نقشِ زمین بود زماں بود علی بود

''صورتِ کائنات جن کے دم سے قائم ہے وہ علی تھے۔ زمین وزماں کا خلاصۂ نقش علی تھے۔''

آں شاہِ سرفراز کہ شب معراج ☆ با احمد مختار یکے بود علی بود

''وہ عالم مقام شہنشاہ جو شب معراج نبی کریم ﷺ کیساتھ یکجان تھے وہ علی تھے۔''

آں شیر دلاور کہ برائے طمع نفس ☆ برخواں جہاں پنجہ نیا بود علی بود

''وہ شیر دلاور ہیں کہ جنہوں نے طمع نفس سے دنیا کے دسترخوان پر کبھی ہاتھ نہیں مارا وہ علی تھے۔''

پیران عظام ومریدانِ کرام کے لئے مشعلِ راہ ہدایت ہماری آنے والی نایاب ونادر کتابیں جو مندرجہ ذیل ہیں ایک بار ضرور پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کی صلاح دیں کیونکہ یہ متبرک کتابیں پیر کامل کا درجہ رکھتی ہیں اور صاحب تاثیر کی کتاب گنج تاثیر ہوتی ہے۔

## زیورطباعت سے آراستہ شدہ تصانیف

☆جواہرُالعرفان (مجاہدملت حضرت سید شاہ محمد ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ)

☆ثبوت سماع موتیٰ (مجاہدملت حضرت سید شاہ محمد ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ)

☆من عرف نفسہ ''معرفتِ ذاتِ انسانی'' (مجاہدملت حضرت سید شاہ محمد ولی اللہ قادری
(وتخلیص حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆تفہیمات کلمہ کی کل (مجاہدملت حضرت سید شاہ محمد ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ)
(وتخلیص حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆حقیقت پیری مریدی (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆اَلْعِلْمُ نُقْطَۃٌ (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆العلم نورٌ (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆(صحیفۂ اسرار) صحیفة السرائر فی حقیقة النوادر
(حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆سبیل النجات من الغمات الی الهدایات (بہت سہل ہے ڈگر پنگھٹ کی)
(حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆جلوۂ نوری (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆روحِ سماع (شعری مجموعہ) (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆کنزِ اخفی (کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًا) (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆سرِ کن فکاں (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆توحید و تصوف (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆☆☆